TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222497
UNIVERSAL LIBRARY

"نئے دور کا نیا ڈرامہ"

کتاب کا کیڑا

محمد عبداللہ

متعلم بی۔ اے جامعہ عثمانیہ

۸۹۱٫۴۳۲
ع سک

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

طلباء کا پہلا تعلیمی ڈرامہ

کتاب کا کیڑا

مصنفہ

محمد عبداللہ متعلم بی۔اے جامعہ عثمانیہ

ناشر

غلام دستگیر تاجر کتب چارکمان حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۳۵ فصلی

مطبوعہ

شمس المطابع مشین پریس نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن

طبع اول

قیمت

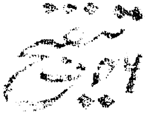

تعارف نامہ

مقدمہ ڈرامہ ایک تفصیلی تعارف نامے کی شکل رکھتا ہے لیکن میں اس امر سے بخوبی واقف ہوں کہ تمام ناظرین اس کو نہ پڑھینگے کیونکہ وہ کافی طویل ہے اور کفایت شعار ناظرین اس طوالت کو برداشت نہ کرینگے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ اپنی کفایت شعارانہ پالیسی کے تحت یہ خیال کرنے لگیں کہ انہوں نے مقدمہ ڈرامہ کو نہ پڑھ کر ابتذال سے پہلو تہی کی ہے اور میں یقین دلاؤنگا کہ ان کی یہ پہلو تہی ابتذال سے نہ ہوگی بلکہ اپنے دل کی مانگی ہوئی چیز سے! اس دوران میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس تعارف نامے کے ذریعے سے نہ صرف کتاب ہی کا تعارف کراؤں بلکہ مقدمہ ڈرامہ کو نظر انداز کرنے کے لئے ناظرین سے کہہ دوں — مقدمہ ڈرامہ کو بھی ڈرامہ کی شکل دی گئی ہے کیونکہ وہ مقدمہ ڈرامہ ہے اور اس کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ وہ جزو ڈرامہ ہے تو مطلق بیجا نہیں —

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مخالفت پر کمر باندھ لینے والے معترضین و متبصرین مجھ سے اس قدر آسائش کے ساتھ نظر انداز ہوتے رہتے ہیں کہ آخر کار خود بخود ان کا وجود مٹنا شروع ہوتا ہے اور اگر میں یہ جملہ بڑھا دوں کہ مٹ کر پھر مجھ میں سمٹنے لگتا ہے تو یہ بھی کوئی ذاتی ستائش نہیں اور اگر فرض کر لی جائے تو ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے معترضین اور متبصرین نے اپنی غلط طرز و طور سے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں

جب تک ان کی غلط طرز و طور کو صحیح راستے پر نہ لے آؤں میرا یہ فرضِ منصبی ہے
کہ خاموش نہ رہوں اور جہاں تک مجھ میں کشش و جذب کا مادہ ہو میں
ان کو منقنا منقنا کر اپنا سا کر لوں اس سلسلے میں کوئی مٹنے لگے اور کوئی مٹانے
لگے تو یہ مقتضائے فطرت ہے نہ کہ مقامِ حیرت — میں نے اپنے ڈرامے کو
اصلاحی رنگ دیا ہے — یہ بالکل ممکن ہے کہ ہر ایک ڈرامہ کو سطحی طور پر
اصلاحی رنگ دیا جا سکتا ہے اور اکثر موجودہ ڈراموں میں دیا بھی جاتا ہے
لیکن یاد رہنا چاہیئے کہ یہ "جمودی منزل" ہے جس سے آگے بڑھنے کے لئے
طبیعت میں حوصلے کی کمی ہے اور مستعدی کا فقدان! وہ اصلاحی رنگ جو
دیا جاتا ہے وہ اس قدر غالب نہیں کہ وہ اپنا اثر قائم کر سکے — ڈرامے کو کئی
کرداروں سے بھرپور کر دیا — سبق آموز خیالات سے دماغ کو پُر کر لیا اور جب
ڈرامہ لکھنا شروع کیا تو ذاتِ کردار اور ذاتِ خیال کو خوب نمایاں کر کے
بتلا دیا لیکن اثرِ کردار اور اثرِ خیال کو ناظر کی مرضی پر چھوڑ دیا خواہ وہ اثر کو
قبول کرے یا رد کر دے — ناظر کی مرضی میں استقبال کے جذبہ کو استوار و پر
غالب بنانے کی ترکیب ڈرامہ میں ہونی چاہئے ورنہ میں یقین دلاتا ہوں کہ
اصلاحی رنگ دینا خود اس رنگ کی شوکت کھونا ہے — اصلاحی رنگ
اس قدر کیوں بتلا دیا جاتا ہے کہ اس کا شمار نہ تو اصلاحی رنگ میں ہوتا ہے
اور نہ تفریحی رنگ میں! کیا ہم سب نہیں جانتے کہ اس تھوڑی سی اصلاح
کا پردہ بنا کر اس کی آڑ میں بھی بھرے تفریح کی جاتی ہے — پھر ترکیب تک
نقش نہ ہوگا؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ڈرامے نے کس مقصد کے لئے جنم
لیا تھا اور کس چیز میں ڈوب کر وہ رہ گیا — کیا نہیں معلوم وہ چیز کیا ہے
روحانی عیاشی ہے اور میں ان لوگوں کی خوب ہی تعریف کروں گا جنہوں نے

دماغی عیاشی کو طرح طرح سے طنز آمیز لفظوں سے پکار کر نیچا دکھلا دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی دماغی عیاشی کا عادی ہو تو اس پر ادب عامہ کے یہ الفاظ شرم کے پسینے طاری کر دینے کے لئے کافی ہیں کہ تو بوالہوسی کرتا ہے - سچ پوچھو تو آج کل کے ڈراموں کو بوالہوسی کا ملجا و ماوی قرار دینا چاہیئے اور ہنسی تو اس وقت آتی ہے جبکہ وہ سمجھتے ہیں کہ بوالہوسی کر کر کے پریم نگر بنا رہے ہیں پریم نگر بنانے کے لئے سنسار تیاگنا پڑتا ہے بوالہوسی کرنے والے ہوائی قلعے باندھنے والے پریم نگر کیا بنائینگے - آؤ اگر سچا پریم چاہتے ہو تو پہلے بوالہوسی چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ - تفریحی رنگ ترک کردو اور اصلاحی رنگ پیدا کرو تو اصلاح کرو گے تو سچا پریم بھی مل جائیگا - تم سچ کہو کہ تمہیں دماغی عیاشی کر کے بعد کیا خاک مسرت ہوتی ہے - ہائے تمہاری بے بسی اور بے بضاعتی پر مجھ کو رحم آتا ہے - اپنے وجود کی اصلاح کرو اور اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کے منازل طے کرتے جاؤ تم میں اقتدار و اختیار پیدا ہوگا اور تم حقیقی لطف عملی طور پر اٹھا سکتے ہو تم کو حقیقی عملی پریم حاصل ہو سکتا ہے تم حقیقی طور پر زندہ رہ سکتے ہو اور سب قانونی شکنیوں سے باز رہ سکتے ہو - یاد رکھو کہ تم پریم کی وجہ سے اس وقت گناہ میں مبتلا ہوتے ہو جبکہ تمہارا پریم کچا ہوتا ہے اور سچا پریم بغیر اپنے وجود کی اصلاح کے ممکن نہیں - دماغی عیاشوں کے ساتھ ہمدردی برتتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر وہ اس دماغی عیاشی کو سچے پریم کے مزے میں ڈھالنا چاہتے ہیں تو اس وقت تک اس دماغی عیاشی سے اپنا قطع تعلق کر لیں جب تک وہ اپنی اصلاح و ترقی کے سامان پیدا نہ کریں - معترضین اگر اس اصلاحی رنگ کی اہمیت سے اب بھی انکار کریں تو ہر شخص جانتا ہے کہ یہ سوائے ہٹ کے کسی دوسری شئے پہ محمول نہیں کیا جا سکتا -

اسی بنا پر میں نے اپنے ڈرامہ میں اِس اصلاحی رنگ کو نسبتاً حیدرآباد کے عام مقبول ڈراموں کے زیادہ صدت کے ساتھ دیا ہے -

متعارف معہ

محمد عبداللہ

متعلم بی - اے جامعہ عثمانیہ

کتاب کا کیڑا

مقدمۂ ڈرامہ

مصنف - میں کیا کہوں اے میرے مخاطب! میں ہرگز یہ ڈرامہ نہ لکھتا تھا اور نہ آج یہ گھڑی آنی تھی کہ آپ کو اپنا مخاطب بناؤں مگر کیا کروں زمانے نے مجھے ایسے رنگ و روپ دکھلائے کہ رہا نہ گیا اور جی میں آئی ہو نہ ہو مگر آج کچھ لکھ ہی ڈالیںگے اور وہ بھی ڈرامہ کی شکل میں جب کہ ہم ڈرامے کے متعلق سوائے اس کے اور کچھ نہیں جانتے کہ ڈرامہ چند کرداروں کا جوشیلا مظاہرہ ہوتا ہے......

مخاطب - لیکن معاف فرمائیے میں ایک بات عرض کرتا ہوں آپ ایسا خیال لانے سے پیشتر فن ڈرامہ سے بخوبی واقف ہو جائیں اور آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنے متقدمین کی عزت کریں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں - آپ کے لئے یہ خود ہی ہلاکت کا سامان پیدا کر دیگی دیکھئے یہ میری ناقص رائے ہے ورنہ آپ خود اپنے لئے مجھ سے بہتر..........

مصنف - خدا آپ کو سلامت رکھے آپ نے یہ جو آخری فقرہ کہا بہت اچھا کیا میں یہ سوچ سمجھ کر ہی قدم اٹھا رہا ہوں آپ کے قیمتی مشورہ کا شکریہ.......... میرے مخاطب! زمانہ آگے جا رہا ہے لیکن ہم وہیں ٹھہرے رہیں جہاں ہمارے آباؤ اجداد تھے.

تو کیا وہ دن قریب نہیں ہے کہ جب اپنے آبا و اجداد سے کہیں ملینگے تو وہ ہم کو دیکھتے اور نکھتے گردان کر اپنا رُخ پھیر لیں اور کہیں نا سف! ناسف!!" تم اب تک وہیں ہو جہاں ہم تم کو چھوڑ کر گئے تھے -

مخاطب - اجی جانے بھی دو بھائی .... تم کہاں سے اتنے بڑے آ گئے کہ ان بزرگوں سے آگے بڑھ جاؤ .... ان بزرگوں کے اتنے بڑے بڑے کارنامے ہیں .... جب کی باتیں اب کہاں آنے لگیں .... جاؤ جاؤ بھائی ہم کو ایسی باتیں نہ سکھاؤ - بیٹھے بٹھائے ایمان خراب ہو جانے کی بات ...... رہنے بھی دو اپنا فلسفہ ....

مصنف - میرے مخاطب! آپ میں میری گفتگو کو سننے کی تاب نہ رہی ذرا ٹھنڈے دل سے سنئے تو یہ غیر متعلقہ باتیں کرنے کی نوبت پہ نہ پہنچئے - آپ اگر "نظریہ مکانیت و زمانیت" پر عبور حاصل کر لیویں تو یہ بڑھنے اور گھٹنے کا تخیل آپ کے لئے اس قدر ناقابل برداشت نہ رہے جس قدر کہ اب ہے معافی چاہتا ہوں میری اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ ازل سے لے کر ابد تک جتنے انسان پیدا ہوئے وہ سب مساوی ہیں ہاں واقعی وہ لوگ جنہوں نے اپنی مکانیت اور زمانیت سے جس قدر فائدہ اٹھانا چاہئے تھا اٹھایا! باہم دیگر سے مساوی اور بلاشبہ مساوی ہیں - میرے مخاطب! جب تک کیفیت مکانیت و زمانیت کو اہمیت نہ دینگے اس وقت تو آپ کے لئے بڑی مشکل ہو جاینگی میں نہیں چاہتا کہ آپ کے سامنے یہ فلسفہ بیان کروں کہ

کائنات کی تنظیم کے لئے ہر مخلوق اور ہر مخلوق کے ہر فرد کی کیفیات جداگانہ ہیں اور اگر میں یہ بیان کرنا شروع کروں کہ یہ جداگانہ کیفیات متحدانہ طور پر کس طرح اور کیونکر کائنات کی تنظیم میں حصہ لیتی ہیں تو اس امر کے لئے بھی آپ میں سننے کی تاب نہ رہیگی ...... میں اپنے مافی الضمیر کو یوں موٹے موٹے الفاظ میں بیان کرونگا کہ انسان جس زمانے میں ہو، جس ماحول میں ہو، جن حالات میں ہو، اور جن اہلیتوں کا مالک ہو، ان سب سے جتنا فائدہ اس کو اٹھانا چاہیئے اگر وہ اٹھائے تو وہ کامل ہے اور بالکلیہ کامل ...... اس کے علاوہ اگر کوئی کمال کا لفظ ہے اور اس کی تعریف کچھ اور ہے تو میں اس سے غرض نہیں دل خوش کرنے کے لئے لغت میں اس کو محفوظ رہنے دو کیونکہ سہ تنہا مسموری کلامکان پڑھکر بھی وقت اچھا گزر جاتا ہے .... میرے مخاطب! میں اس لئے اس بحث کو طول دے رہا ہوں کہ آپ ان لوگوں میں مجھ کو معلوم ہوتے ہیں جن کا مسلک لامکانیت ہوتا ہے — آپ اپنے متقدمین کے متعلق جو تخیلات رکھتے ہیں وہ آپ کی بھی معرفت کا ثبوت نہیں دیتے .... اور یہ کس قدر آپ ان سے بے انصافی کر رہے ہیں کہ جو ہمارے متقدمین تھے ان کو ان سے بہت بڑھا کر یا گھٹا کر بولتے ہیں اب تو وہ زمانہ بھی نہ رہا کہ الفاظ بہت کم ہوں اور اختصاراً جو کہہ دیا ہو کہہ دیا — میرے مخاطب! اُن انتہا پسند افراد میں سے ہیں کہ جنہوں نے چار دانگ عالم میں یہ مشہور

کر دیا کہ ہمارے آبا و اجداد تو، نو گز کے بیے ہوتے تھے صرف اس لئے اگر آج ہمارے قد ذرا چھوٹے ہیں تو ان کے ذرا بڑے تھے۔ طویلُ احمقُ کی ضرب المثل کا اگر ان پر اطلاق کیا جائے تو گویا خود آپ کی ضرب المثل کے لحاظ سے ان کی حماقت کا ثبوت بھی فراہم ہو گیا اگر آپ کی اس ضرب المثل میں واقعی کچھ حقیقت ہے پھر تو آپ سختی سے قابل مواخذہ ہیں! .... یہ آپ نے مجھ کو جذبہ دلایا اس لئے یہ تمام موشگافیاں کرنی پڑیں ورنہ میں اتنا کہہ کر ختم کر دیتا ...... کہ اے میرے مخاطب! یہ تو میرے الفاظ ہی نہیں ہیں کہ ہم اپنے بزرگوں سے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ موجودہ زمانے اور اس کے حالات کے لحاظ سے جو کچھ بھی ہم کو میسر ہے اس سے زیادہ سے زیادہ تمتع کرنے کی دُھن میں لگنا چاہیئے!

مخاطب - آپ کے جملہ خیالات سن کر مجھ کو تھوڑی سی تشفی ضرور ہوئی لیکن یہ تو فرمائیے کہ ہم کو آخر موجودہ ڈراموں میں کیا ترمیم کرنیکی ضرورت ہے -

مصنف - خدا کا شکر ہے کہ اب صحیح راستے پر آئے کاش کہ آپ پہلے ہی سے اس طور پر استفسار فرماتے تو مجھے یہ سب کچھ کیوں کہنے کی دردسری میں مبتلا ہونا پڑتا .... خیر گذشتہ را صلواۃ - آئندہ را احتیاط کے مضمون کی ہم کو مطابقت اختیار کرنی چاہیئے .... میں نے اس سے قبل عرض کیا تھا کہ ڈرامہ چند کرداروں کا جو تیلا مظاہرہ ہوتا ہے .... کیا ہم نہیں جانتے کہ ڈرامہ اور زندگی کا ایک

خاص تعلق ہے کیا یہ سب پر واضح نہیں ڈرامہ مجاز ہے اور زندگی حقیقت ہے ڈرامے اور زندگی میں وہی تعلق ہے جو کہ مجاز اور حقیقت کے مابین ہے —— میرا یہ دعوای ہے مجاز حقیقت کی راہ سلجھاتا ہے۔ کھوٹے کی جب تک پہچان ہو کھرے کی تمیز نہیں ہوتی —— وہ غلط بیانی کرتے ہیں جو کھوٹے کے وجود کو غیر ضروری اور فساد انگیز قطعی طور پر کہتے ہیں، حالانکہ وہ ہماری خدمت کرتا ہے اور ہم کو کھرے کے پہچاننے میں مدد دیتا ہے …… یہ تو ایک سطحی مثال پیش کی ہے لیکن مجھے شبہ ہے کہ شاید اس کا آپ پر اچھا اثر ہوا ہو —— میں یوں عرض کرنے کی اجازت چاہونگا کہ کیا آپ سائنس آف سجیشن کی صحت میں شبہ رکھتے ہیں کیا سجیشن ایک مجازی چیز نہیں اگر مجازی چیز ہے تو اس سے حقیقی اثرات پیدا ہونے میں کیونکر مدد ملتی ہے کیا آپ نے ابھی تک اس پر غور نہیں کیا کہ اچھے بھلے انسان کو بار بار دیوانہ کہہ کر دیوانہ بنا دینا کیونکر ممکن ہے …… اور ان باتوں کے بیان کرنے کے بعد کیا مجھے ان روزمرہ کے واقعات کو بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ انسان اپنے متعلق غلط فہمی پیدا کرکے کہ وہ فلاں کام کرنے کی اہلیت رکھتا ہے واقعی کر لیتا ہے اور یہ وہم پیدا کرکے کہ وہ فلاں کام کرنے کے قابل نہیں ہرگز نہیں کر سکتا …… کیا مجھے مجاز کے ان حقیقت نما کارناموں کو بیّن کرنے کے لیئے اس دنیادار عاشق کی مثال کو بھی پیش کرنا پڑیگا جو کہ اپنے معشوق کی رضاجوئی کی خاطر پہاڑی پر

جھوٹے سجدے مارتے مارتے سچا خدا پرست بن گیا —— آؤ اِس فلسفے کو سمجھو اور ڈرامہ جو کہ مجازی واقعات کا مجموعہ ہے اس سے زندگی کے حقیقی حالات میں مدد حاصل کرو —— جس طرح ہر مجاز کا وجود ہر حقیقت کی خدمت کرتا ہے اسی طرح سے فن ڈرامہ کو اپنی زندگی کا خادم سمجھ کر اس سے جس قدر کام لے سکتے ہو لو —— میرے مخاطب! میری ترمیم صرف اسی حد تک ہے اور اگر موجودہ مروجہ ڈراموں میں یہ بات موجود ہو تو اس ترمیم کی بھی ضرورت نہیں رہتی .... افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ڈرامے اس قدر گری ہوئی حالت میں ہوتے ہیں کہ ان میں لکیر کی فقیری ایسی چلی آ رہی ہے کہ ڈرامہ میں جو شبلے مظاہرے کو چند جذبات کی سیدھی سادی حالت تک محدود رکھا جاتا ہے یا کوئی کمال کرتا ہے تو اس قدر کہ ان جذبات کے اظہار کے لئے نہایت پیچیدہ حالات پیدا کر کے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اس کا مشاہدہ نہایت صحیح ہے اور اگر کسی کو خیال آتا ہے تو وہ اپنے تخیل کو انفرادیت سے اجتماعیت کی جانب وسیع کر دیتا ہے اور گروہوں کی معاشرت کا نقشہ ڈرامے کے ذریعے کھینچنا شروع کرتا ہے ڈرامہ لکھتے وقت سب کے نزدیک یہی زاویہ نگاہ رہتا ہے کہ زندگی کے واقعات و حالات کے صرف ان متعلقات کے نقشہ کو ہو بہو اتارا جائے جو کہ محض اپنے وجود کی تصدیق کرتے ہوں لیکن اپنے اثرات سے بحث نہ کرتے ہوں - ہم کو موجودہ ڈرامے اسی نوعیت کے اکثر و بیشتر دستیاب ہوتے رہتے ہیں غالباً ایک زمانہ تک اثرات کے پہلو سے

گریز صرف اس لئے تھا کہ عمرانی علوم نے ترقی نہ پائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں ایسے ڈرامے موجود نہیں جو کہ رہبرانہ و ناصحانہ انداز اپنے میں رکھتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ فن اب مشغلہ بیکاری گردانا جا چکا ہے اور علیٰ ہذالقیاس ناولوں کا بھی یہی حال ہے۔ میرے مخاطب! دنیا زندگی کے واقعات و حالات کے محض وجود اور رد وجود کو غور کرنے کرتے تنگ آ چکی ہے اس کو ضرورت ہے کہ ان واقعات و حالات کے اثرات و نتائج کھول کر بتلائے جائیں اور ڈرامے میں وہ کردار بڑھا دئے جائیں جن سے ان اثرات و نتائج کی پوری پوری تشریح ہوتی ہو اور ہم کو اپنے مستقبل کا ایک صحیح پروگرام بنانے میں کافی مدد ملتی ہو۔ میرے مخاطب! ...... آپ کے لئے یہ سننا بہت دشوار ہو گیا ہو اس لئے میں صرف اتنا عرض کر کے ختم کروں گا کہ میں ایک ایسا ڈرامہ لکھ رہا ہوں جس میں ایسی باتیں موجود ہونگی جو کہ ایک طالب علم کے لئے بہت ضروری ہیں میں نے یہ کوشش کی ہے کہ میرا ڈرامہ ہر لحاظ سے موقتی بن جائے تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ ہو سکے۔ آج کل کے ایک طالب علم میں جو کمزوری پیدا ہو رہی ہے اور رہ رہ ترقی ہے وہ آپ کا تدارک نوع انسانی ہے جس کی وجہ سے دنیا اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور کسی جگہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اس کمزوری کو دوسرے زبان دانوں نے مختلف طریقوں پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے بعض نے شرم کا لفظ استعمال کیا ہے تو بعض نے حجاب کہہ کر مطلب واضح کرنے کی کوشش

کی ہے اور بعض نے ناتجربہ کاری کی صفت سے منسوب کرنا پسند کیا ہے لیکن میں ان سب لفظوں کو تدافع نوع انسانی کے اندر مضمر پاتا ہوں اور میں نے اپنے ڈرامے کے ایک نمایاں کیریکٹر میں اسی کمزوری اور اس کے نتائج کو اور اس سے بچنے کی تدابیر کو ظاہر کرنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے ——— میرے مخاطب! میں امید کرتا ہوں کہ مجھ سے اتنا سننے کے بعد آپ ضرور میرا ڈرامہ ملاحظہ فرمائینگے ———

ڈرامہ

اشخاص ڈرامہ

پرکاش - شرمیلا طالب علم -
مسعود - جمیع اوصاف طالب علم -
گوپال - سنجیدہ طالب علم -
منظور - پرکاش کا چہیتا دوست اور ہم جماعت
مسعود کی تعریف کا گیت گانے والے
کلیہ کے طلبا - گوپال کے ایک نہایت
محترم پروفیسر صاحب قانون -
مشتاق - پرکاش کا "پرائیویٹ سکریٹری" -
مشتبہ - کلیہ کا ایک وضعدار دفعدار -
رحمت اللہ - صیغہ حساب کا 'افسر نما' اہلکار اور
منصرم محاسب - ایک نہایت وجیہ و شکیل
معلم ورزش جسمانی -
شوکت - ایک بہترین پورٹ مین ٹینس کا ماہر
شہرت - ایک لائق مقرر -

مسٹر شیور - ایک ہردل عزیز اداکار -
ایک پردیسی ماہر فراست البیہ -
سندری - ایک بہترین گانے والی عورت -
فرینکلین - دواخانہ کی ایک نرس -

ایکٹ پہلا

سین (۱)

پرکاش کا دیوان خانہ ہے اور اس میں ایک دیوار کے قریب بڑی میز رکھی ہوئی ہے جس پر کتابیں نہایت ہی سلیقے سے چنی ہوئی ہیں میز کے آس پاس بیت کی کرسیاں ہیں۔ کچھ فاصلے پر آرام کرسیاں بھی رکھی ہوئی ہیں دروازے کے عین مقابل دیوار پہ چھت کے قریب بڑی بڑی تصویریں بھی لگی ہوئی ہیں جن میں اعلیٰحضرت حضور پُر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ کی تصویر خاص طور پر نمایاں ہے۔

پرکاش - (حضور نظام سلطان العلوم کی تصویر کو محویت سے مطالعہ کرتے ہوئے) کیا اس تصویر سے بھی وہ مظاہرات موجود نہیں جنکو ہم سرکار عالی کے آئے دن کارناموں میں دیکھتے ہیں - کیوں نہیں - اس میں شبہ کرنے کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے سورج کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ سورج نہیں ہے - کیا یہی وہ ہستی ہے جس نے ہمارے دیس کی جہالت کی تاریکی کو علم کی روشنی سے بدل دیا - علم کی روشنی سے بدل دیا ...... اور کیا میں نہیں جانتا کہ میں کیا تھا ...... اور اب میں کیا ہوں ...... علم کی

روشنی میں نے پانی - ایشور کی کرپا سے بی-اے ہوگیا اور فرسٹ کلاس .... اور اب ایل-ایل بی کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں خدا نے چاہا تو تھوڑے دنوں میں وکیل بھی بن جاؤنگا.....

[اتنے میں مسعود باہر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے پرکاش اٹھکر دروازہ کھولتا ہے اور مسعود کو اندر لے آتا ہے]

پرکاش - کہو بھئی مسعود کیسے آنا ہوا؟

مسعود - میں تم کو مبارکباد دینے آیا تھا کہ اس سال تین لڑکے جو انگلستان تعلیم کے لئے بھیجے جا رہے ہیں میں نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ ان میں تمہارا بھی نام موجود ہے اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ صدر صاحب کلیہ نے تمہاری خاص طور پر پرزور سفارش کی ہے -

[مسعود کے یہ الفاظ سن کر پرکاش ہکا بکا سا معلوم ہونے لگا اور یکدم سہم سا کھڑا ہوگیا - ٹھہرو کہہ کر دیوان خانے سے گھر کے اندر چلا گیا مسعود نے بہت سی آوازیں دیں مگر وہ باہر نہ آیا]

مسعود - (بہت دیر انتظار کر کے) ---- کیا میں نے کوئی ایسی نازیبا حرکت تو سرزد نہیں کی کہ جو پرکاش کو بری معلوم ہوئی .... کیا میری زبان سے کوئی بے تمیزی ہوئی .... میں نے کوئی برا کیا کہ اگر پرکاش کو یہ کہا کہ تمہارا نام ان تین لڑکوں میں ہے .... اور یہ کہ صدر صاحب نے تمہاری پرزور سفارش کی ہے .... پرکاش - نوجوان لے کر میں کوئی خوشامد تو نہیں ہوں تم نے کیسے سمجھ لیا ہوگا کہ میں تمہاری خوشامد کر رہا تھا .... آخر یہ بات ہوئی ہوگی .... پرکاش! پرکاش!! باہر آ کر جانا .... ارے بھئی آخر ملا کرو! ----

کیا معاملہ ہے —— اُف توبہ! کوئی جواب نہیں ملتا ......
اچھا بھئی نہ آؤ ...... ہماری کچھ خطا ہوئی تو معاف کرنا اب
گھر جائینگے پھر نہیں تو کیا کریں —— پرکاش! آ کر جاؤ ....
پرکاش!! اُف توبہ! کوئی جواب نہیں ملتا ....

اندر سے ننھی سی بچی آتی ہے اور مسعود کو کہتی ہے کہ پرکاش نہیں آسکتے وہ کسی سے بات نہیں کرتے۔ آخر کچھ تھوڑی دیر مسعود توقف کرتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے لیکن کچھ تھوڑی دیر بعد ہی پرکاش پژمردہ سا دیوان خانے میں چلا آتا ہے اور آرام کرسی پر بیدلی سے بیٹھ جاتا ہے....

پرکاش ۔ (آنکھوں میں آنسو ہیں دستی سے پونچھتے ہوئے) میں .... م... م... م... میں ...... یورپ نہیں جاؤنگا ...... نہیں جاؤنگا ..... نہیں .... نہ .... نہ ... نہیں جاؤنگا .... (منہ اٹھا کر دیوار کی طرف غور سے دیکھتا ہے جیسا کہ اس کو کچھ نظر آرہا ہے) نہ ... نہیں .... (چلاّ کر) نہیں جاؤنگا .... (ہچکیاں لینے لگتا ہے اور رونا شروع کر دیتا ہے)۔

پرکاش کے والدین اور بھائی بہن اس کے گرد جمع ہو کر رونا شروع کر دیتے ہیں اور پرکاش کی والدہ اس کے قریب جھک کر پوچھتی ہے کہ آخر بات کیا ہے مگر پرکاش "نہیں جاؤنگا" "نہیں جاؤنگا" کے الفاظ دھراتا جاتا ہے اور دیوانہ ہو کر ادھر سے اُدھر بھاگنا چاہتا ہے۔

(پرکاش کے والدین پریشان ہو کر) —— ارے جاؤ —— کسی ڈاکٹر کو بلاؤ —— اچھے بھلے بیٹھے پرکاش پتر کو کیا ہو گیا —— ہائے پرکاش پتر کو کیا ہو گیا ....

محلہ دار - ارے - ارے کیا ہوا - کیوں روتے ہو کیا بات ہوئی ــــ رات دن کہیں نہ کہیں محلہ میں کہرام مچا رہتا ہے ــــ لڑکا دیوانہ ہو گیا ــــ ارے پکڑ لو اچھی طرح پکڑ لو کسی کو مار نہ بیٹھے...... جلدی کوٹھی میں ٹیلیفون کر دو کہ لڑکے کو محلہ سے لے کر چلے جائیں ورنہ اس کا یہاں رہنا بڑا خطرناک ہوگا ــــ ارے جلدی کرو ــــ جلدی -

(بڑا طوفان برپا ہو جاتا ہے اور اتنے میں پردہ گر جاتا ہے)

سین (۲)

کمرہ میں میزیں اور کرسیاں رکھی ہوئی ہیں پروفیسر صاحب کی میز اور کرسی ایک اونچے تخت پر بچھی ہوئی ہیں - قانون پر نہایت قیمتی لیکچر ہو رہا ہے اور طلبا نہایت ہی محویت سے سن رہے ہیں -

پروفیسر صاحب - آج کا مضمون...... یعنی جس پر ہم آج بحث کرنیوالے ہیں ــــ یا کرنا چاہتے ہیں ــــ ظاہر ہے...... اور یوں ظاہر ہے کہ ہم اس سے نہایت اچھی طرح واقف ہیں ــــ یعنی واقف ہیں سے مراد ــــ یعنی ہم جانتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں اور ہم کو اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے ــــ

پھر بھی ایک بات نہیں بلکہ پچیسوں دوسری باتیں ہیں جو کہ آپ لوگوں کے لئے خاص طور پر قابل غور —— اور قابل غور کس طرح ؟ وہ اس طرح یہ وہ مضمون ہے جو اخبارات میں بڑے شوق سے لکھا جاتا —— اور بڑے شوق سے پڑھا جاتا —— یعنی یوں سمجھو کہ اس مضمون کا ایسا مسیحائی اثر ہوتا ہے کہ نہیں پڑھنے والے پڑھنے والے بن جاتے ہیں اور جاہل عالم ہو جاتے ہیں ………… پھر یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق انسان علم حاصل کر کے مقبول سوسائٹی بن سکتا ہے اور اس پر اور اس کے خیالات پر بہت دیر حکومت رکھ سکتا ہے —— یہی نہیں کئی دن تک محکمہ معلومات عامہ کی نظامت کرنے کے قابل ہو سکتا ہے —— اچھا بھلا بتلاؤ گوپال (گوپال کی طرف اشارہ کر کے) کہ وہ مضمون کیا ہے ؟

گوپال - صاب ! میری سمجھ میں تو نہیں آیا —

مسعود - میں بتلاؤں صاب ! (آنکھوں میں شوخی بھرتے ہوئے) میں بولوں صاب !

پروفیسر صاحب - دیکھو مسعود سمجھ گیا مگر گوپال تم نہیں سمجھے - اگر واقعی تم نہیں سمجھے تو مسعود سے پوچھ لو —— مسعود تم گوپال کے کان میں کہدو —— (مسکراتے ہوئے) ہاں ! ہاں !! شرماؤ مت — کہدو - صاف صاف مت کہو اشارہ دیکر بولو —— (خود ہی اشارہ دینے لگتے ہیں) دیکھو ہم نہیں چاہتے کہ ایسے الفاظ جماعت میں کہہ کر جماعت کی معصوم ہوا کو کثیف کریں —— لہذا

بالجبر کا معاملہ —— (ذرا گھبراتے ہوئے) —— نہیں نہیں بہتر یہ ہے کہ تم اپنی کاپیوں میں یہ لکھ لو —— 'دردل کی بیجا حرکت' .... مگر ہم سہولت کی خاطر اس کو مخفف کرکے صرف 'دردل' لکھینگے اور آئندہ اپنے لیکچر میں سہولت کی خاطر 'دردل' کہہ کر پورا پورا مطلب مراد لینگے۔ ....

اب تو کوئی غبی لڑکا ایسا تو نہیں ہے جو کہ آج کا مضمون اب تک نہ سمجھا ہو —— اگر اب بھی موجود ہے تو میں معذور ہوں میں سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا —— ایک ذرا سی بات کے واسطے —— (تیوری پر بل ڈال کر) یہ بچے دماغ کھا جاتے ہیں جی! .... اچھا اب گھنٹی بجنے کا وقت قریب آرہا ہے تم چند نوٹس لے لو —— میں تم کو لکھواتا ہوں چلو —— جلدی چلو —— کاپیاں نکالو اور بناؤ خوبصورت جدول — .... ہاں —— لکھو ملزم کو بغیر وارنٹ کے گرفتار کیا جا سکتا ہے یہ پہلے خانہ میں لکھنے کا ہے کہیں غلطی کرینگے دوسرے خانہ میں لکھو ملزم کو ضمانت پر رہا نہیں کیا جا سکتا۔ (نہایت آہستہ دیتے ہوئے لکھواتے ہیں) طرفین آپس میں معاملہ طے نہیں کر سکتے اور آخری خانہ میں لکھو —— لیکن لکھنے سے پیشتر سمجھنے کی ضرورت ہے —— یعنی تم یوں سمجھو کہ جب کوئی ایسا جرم کرتا ہے اور اس کا جرم ثابت ہو جاتا ہے تو —— یا تو اس کو عمر قید کے کالے پانی میں بھیج دیا جاتا ہے —— ڈوبو خوراکی —— گوپال! ڈوبو اندر رشید ہ دست

کالا پانی از:-

گوپال - (نہایت ہی خفیف ہو کر) یس سر.......

پروفیسر صاحب - آل رائٹ - لٹ اس بی پروسیڈ فرورڈ - ہاں تو میں بول کہہ رہا تھا کہ یا تو عمر بھر کے لئے کالا پانی بھیج دیا جاتا ہے یا دس برس کی قید با مشقت یا اکثر اوقات جرمانہ بھی ساتھ ادا کرنا ہوگا اور یہ بھی لکھ لو کہ اس کا فیصلہ کرنے کا اختیار سیشن کورٹ کو ہی ہے .... (ایک دم بولتے بولتے رک کر) کہاں! آج پرکاش نظر نہیں آتا - آج پرکاش نہیں آیا؟

مسعود - جی ہاں صاب - آج نہیں آئے پرکاش.........

پروفیسر صاحب - اچھا خیر کوئی بات نہیں مسعود، پرکاش کو کہہ دینا کہ وہ آج کل غیر حاضر نہ رہے کیونکہ آج کل میں نہایت محنت سے لیکچر تیار کر کے کلاس میں آرہا ہوں اگر ان لیکچروں کو تم لوگ ضائع کر دو گے تو تم کو بڑا نقصان ہوگا........ خیر ایک بات میں تم کو اور بتلانا چاہتا ہوں چونکہ تم لوگ ابھی ابھی ایل ایل بی کی کلاس میں نئے نئے آئے ہو اس لئے میں تم کو بتلانا چاہتا ہوں اور یہ تم لوگوں کے لئے بہت ضروری ہے کہ جب تم قانون پڑھا کرو تو تم کو یہ چاہیئے کہ اپنی نیت صاف رکھو اور رات دن دل میں یہ سوچتے رہو کہ ہم قانون اسلئے پڑھتے ہیں کہ دنیا میں اچھوں کو بڑھائیں اور بروں کو گھٹائیں ورنہ اگر صرف وکالت کے لئے پڑھتے ہو تو یہ مقصد تمہارا نیک نہیں اس سے تو یہ بہتر ہے کہ میری مانند جو کہیں تم کو پروفیسری مل جائے تو اس کو فوراً

غنیمت جان کر حاصل کر لو ورنہ یاد رکھو چھوٹے کی کبھی بخشش نہ ہوگی ——— اور یہ تو تم خوب جانتے ہو کہ وکیل ——— تو بچشم بدور بڑے ہی تیز ہوا کرتے ہیں خیر ——— اس سے میری مراد اپنی پارسائی کا اظہار کرنا نہیں ہے بلکہ تم آج کے بچے ہو کر کل وکیل ہو تو سچائی کا خون کرو گے ——— اجی میں تو سچ سچ کہتا ہوں "لا" "وا" پڑھتے ہیں کیا رکھا ہے جب وہاں سے راستبازی گئی تو سب کچھ گیا ——— اجی "لا" "وا" تو آتش فشانوں سے بھی بہت نکل آتا ہے! (پروفیسر صاحب نہایت ہی فاتحانہ انداز سے مسکرانا شروع کر دیتے ہیں جیسے کہ وہ ایک اچھے خاصے ظرافت پسند انسان ہوتے ہیں اسی اثناء میں گھنٹی بھی بجنے لگتی ہے)۔

پروفیسر صاحب — لاحول ولا قوۃ — اتنی جلدی گھنٹی بھی ہوگئی - گوپال! کیا وقت ہوگیا؟ آئی ایم شیور یو ہیو ڈن سٹوڈنٹس پے وہی سیونٹر تورنگ ودھ بل اریسپر — ورنہ اتنی جلدی گھنٹی بجنے کے کیا معنی!

(پروفیسر صاحب حاضری لے کر جماعت سے چلے جاتے ہیں اور لڑکے آپس میں باتیں کرنے لگتے ہیں)۔

سین (۳)

پہلے پروفیسر صاحب اپنا لیکچر ختم کر کے چلے گئے ہیں اور دوسرے پروفیسر صاحب کا انتظار ہو رہا ہے دس منٹ دیر کر کے دوسرے پروفیسر صاحب تشریف لاتے ہیں اور حاضری لیکر چھوڑ دیتے ہیں اور یوں فرماتے ہیں کہ ان کو اس امر کا سخت افسوس ہے کہ ان کو ایک میٹنگ میں شریک ہونا لازم ہے اس لئے وہ جماعت لینے سے قاصر ہیں۔

طلبا - (پروفیسر صاحب کے جانے کے بعد) خدا پروفیسر صاحب کو ابدالآباد تک سلامت رکھے۔

گوپال - ہاں بھئی مسعود! تم سے پوچھنا تھا یہ پرکاش آج نہیں آئے کیا بات ہے......

مسعود - ارے میں کیا جانوں پوچھو مشتاق سے جو ان کا پرائیویٹ سکریٹری ہے - میں تو گیا تھا کل - وہ میں پہلے ہی کہہ پایا تھا کہ مضطرب سا ہو کر مجھے بیٹھنے کو کہتے ہوئے اندر گھر کے گھسا تو پایا رہا آوازوں پر آوازیں دیں مگر وہ باہر نہ نکلا آخر ایک چھوٹی سی بچی باہر نکلی اور کہنے لگی کہ پرکاش باہر نہیں آسکتے وہ کسی سے بات نہیں کرتے - میں خود حیران ہوں کہ آخر کیا بات ہے!

گوپال - تو بلاؤ مشتاق کو شاید اس سے کوئی پتہ چل جائے -

مسعود - مشتاق! مشتاق!! ذرا ایک بات تو سن کر جاؤ........

مشتاق - ارے جانے بھی دو یار - آج تو ہمارا کالج ہی آنا بیکار ہوا ——

واللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آج ہمارا دوست پرکاش نہیں آئے گا تو ہم بھی نہ آتے - وقفے کے بعد سے تو میں آج غنہ دے رہا ہوں-

مسعود - ارے جانے بھی دے یار - تیری تو یہ حالت ہے کہ اگر میں تیرے متعلق یہ کہوں تو صد فیصد درست ہوگا ع -

فراق یار میں گھل گھل کے ہوگیا ہاتھی

(اتنے میں منظور بھی قریب آ بیٹھتا ہے - جو کچھ فاصلے پر چند چھوٹے چھوٹے چینٹی نوٹس تکمیل کر رہا تھا - اور مسعود سے مخاطب ہوتا ہے) -

منظور - بھئی مسعود! ذرا ایک بات پوچھتا ہوں میں وہ نہ سمجھا کہ پروفیسر صاحب جو کہہ رہے تھے یا لجبر کا معاملہ!

(سب زور سے قہقہہ مار کر ہنسنے لگتے ہیں اور منظور خفیف سا ہو کر رہ جاتا ہے) -

مسعود - آخر پرکاش کا منظور ہے کیوں نہ ہو کچھ تھوڑی بہت تو پرکاش کی خو بو تو ہونا چاہیئے ---- ابھی سے کا ہے کو بہ سبب یا ذوں کی تم کو کھوج! اسی واسطے بولتے ہیں نا کہ چھوٹے بچے کالج میں نہیں آنا!

مشتاق - یہ نا تجربہ کار بچوں کی معصومیت پہ میں قربان جاؤں رے اللہ! خدایا تیرے فضل سے تو ہمارا کالج معصوموں کی اچھی خاصی بستی ہے - میں قربان جاؤں رے مولا میں واری جاؤں رے اللہ.......... (نہایت پُر شرارت طریقے سے بولتا ہی)

مسعود - (مشتاق کو حد سے نہ گزر جانے دینے کے لئے کہتا ہے) بس - بس یہ عاشقی یہاں نہیں ہونا -

گوپال - پوئنٹ آف آرڈر!

مشتاق - جاؤ - جاؤ بابو! کہاں کا پوئنٹ آف آرڈر لگا ئیں! دیکھو لو - بابو آئندہ سے یاد رکھو لو ہمارے کو یہ پوئنٹ آف آرڈر نہیں بولنا! کسی کی چوری کرتے ہیں؟ اپنا معاملہ کھلا ہے اپنے کو کسی کا ڈر نہیں! ——— اجی کرے عاشقی تو تمہاری بلا سے بابو ——— تم نہیں بولنا بابو! قسم دے کے بولتا ہوں کئے تو اپنا دل خوش کرنے کو کرتے ہیں کسی کا کیا جاتا!!! میں کیا بول رہا ہوں بابو گالی دے لو لیکن یہ آرڈر - ر - ر - ر - ر نہیں بولنا ——— تم کاہے کو بیچ میں - بوالہوس - حسن پرست - بلا بدتر - دنیا بھر کے کام ہم کرتے ہیں جی! کسی سے ڈرتے ہیں جی! مرد پٹھے ہیں تمہارے جیسے 'وہ' سمجھے کیا!

گوپال - واہ خاں صاحب! کیا کہنا ہیں تو ہمیں سے پہلے شبہ ہی تھا کہ آپ مرد پٹھے ہیں - راہ رسے مرد پٹھے - کہاں مسعود مشتاق کی ذرا بیٹھ تو ٹھوکو!

(مشتاق کی تنک مزاجی سے ذرا کمی واقع ہوتی ہے اور وہ ذرا مسکرانے لگتا ہے اور اپنے آپ کو واقعی مرد پٹھا خیال کرنے لگتا ہے) -

مسعود - سچ سچ بتاؤ یہ تمہارے پرکاش سے کیا راز ہیں ہمیں بھی ایک زمانے سے تمہاری زبان سے کچھ سننے کی آرزو تھی ....

مشتاق - (آنکھیں نیچی کر کے) میرے پرکاش سے کیا راز و نیاز ہو سکتے ہیں؟

مسعود - واہ کچھ نہ کچھ بات ہے ورنہ تم کالج میں پرکاش کے 'پرائیویٹ سکرٹری' کیوں مشہور ہوتے -

مشتاق - مسعود! تم جانتے ہو کہ پرکاش کتنا خاموش ہے - اس کے منہ میں زبان نہیں - شرم و حیا کا مجسمہ ہے - کسی سے کوئی بات بلا ضرورت نہیں کرتا - شرافت کا پتلا ہے - بھلا مسعود تم یہ خیال تک لا سکتے ہو کہ پرکاش کے چال چلن پر کوئی دھبہ تو لگا سکے - میں تو ایسا ہی مذاق کیا کرتا ہوں میری طبیعت میں ذرا شوخی واقع ہوئی ہے کچھ حسن پرست ضرور واقع ہوا ہوں اس کا میں اقبال کرتا ہوں اسے کمزوری سمجھو یا کچھ اور - لیکن میری حسن پرستی بے لوث ہے پرکاش کو میں صرف اسی حد تک تنگ کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ پرکاش اپنی زبان کھولے خواہ غصے میں کھولے لیکن کھولے تو سہی - لیکن وہ تو کھولتے پاتا ہی نہیں - اس کی شرم کو ہم نکال دینا چاہتے ہیں اسی لئے طرح طرح سے ہم اس کو ستاتے اور بناتے اور دنیا بھر کی باتیں بنتے ہیں اچھا بھئی مسعود کیا یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ سوسائٹی میں سب کچھ نہ کچھ باتیں کر رہے ہیں اور ایک آدمی خاموش اور سمٹا بیٹھا ہوا ہے پرکاش جب دیکھو ایسے ہی بیٹھا ہوتا ہے —— اچھا تم ہی بتلاؤ مسعود — اس سے سوسائٹی پر برا اثر نہیں پڑتا —— سوسائٹی کی سپرٹ پر ؟

مسعود - بلکہ خود اپنی ذات پر بھی مہلک اثر پڑتا ہے مشتاق تم سچے ہو تمہاری بات سے مجھ کو سولہ آنے اتفاق ہے - تم نے یہ بات میرے سامنے کی تو اس وقت مجھے یہ القا ہوا کہ ہو نہ ہو کہ

پرکاش کے آج کالج نہ آنے اور کل میرے سامنے سے یکایک اٹھ کر چلے جانے اور بار بار بلانے پر جواب نہ دینے کی اگر کوئی وجہ ہو سکتی ہے تو وہ وہی ہے جس کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو۔ اچھا مشتاق! میں تم سے کہتا ہوں کہ میں نے پرکاش کو صرف اس قدر کہا تھا کہ میں تم کو مبارکباد دینے آیا ہوں کہ ان تین لڑکوں میں تمہارا بھی نام ہے جو کہ انگلستان تعلیم کے لئے بھیجے جا رہے ہیں اور یہ میں نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے —— یہ بات تو خوش ہو جانے کی تھی اور میں تو یہ ارادہ کر کے گیا تھا کہ پرکاش سے جا کر مٹھائی کا مطالبہ کرونگا لیکن اس کا یہ سن کر مضطرب سا ہو کر یک دم کھڑے ہو جانا سوائے اس امر کے اور کس چیز پر دلالت کر سکتا ہے کہ پرکاش میں تدافع نوعِ انسانی کا مرض خطرناک حد تک ترقی کر چکا ہے اور اس کو یورپ میں جانے بسنے اور رہنے کا تخیل اس لئے اور بھی زیادہ وحشت ناک معلوم ہوتا ہے کہ وہاں تو عورتوں سے بھی کاروبار پڑیگا اور وہاں تو یہ بہت ذلت کی بات ہے کہ وہ ان سے ٹھیک طور پر نہ نباہ سکے!!! مشتاق! تم خوب جانتے ہو کہ پرکاش کو اس طرِ نفسیت میں الف کا نام بھالا تک نہیں معلوم! یورپ کی معاشرت کا جزوِ اعظم معاملت باہمی ہے جس شخص کی گھٹی میں یہ بات رکھی گئی ہو کہ اپنے ہمجنسوں کی صورت میں تدافع کا بھوت پا کر ڈرنے لگے اس سے بھلا کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ یورپ جیسے نئے اور نرالے ملک میں جا کر کس سے موانست پیدا کریگا —— جو شخص اس قدر

گیا گزرا ہو کہ انسان کی صورت سے گھبرائے اس سے مواسات و مواخات کی توقع کیونکر ہو سکتی ہے جس پر انسان کی زندگی کے اکثر و بیشتر کام منحصر ہیں اور پھر یورپ جیسے ملک میں جہاں اجتماعیت کی حملہ آوری اس قدر چھا رہا نہ ہے کہ انفرادیت کو اپنے وجود کو اجتماعیت میں کھو دینا پڑتا ہے یا اس قدر بُری طرح دُم دبا کر کوسوں دور بھاگ جانا پڑتا ہے کہ خدا پناہ! اگر ہرکاش یورپ میں جا کر رہے بھی تو اس کا یہی حشر ہوگا کہ پھر دُم دبا کر تیزی سے جس راستے گیا تھا واپس آجائے —— اس قدر گھبرا کر بلو کہ یہ کوئی تعجب انگیز امر نہ ہوگا کہ وہاں سے واپس آنے کے بعد اپنی اماں کی گود میں جب تک پناہ نہ لے اس کی بدحواسی نہ جائے!

مشتاق۔ (نہایت شاکی بن کر) اچھا اب پوچھنا! گوپال بابوجی اب بولو تا! کیا بُرا کرتے تھے۔ ہرکاش کو دیکھو نا ذرا اور اس کے کرتب! اب دیکھو بھئی مسعود کیا بول رہے ہیں انہوں نے آج پہچانا ہم تو مدت سے یہ سمجھ کر بیٹھے تھے کہ ہرکاش ایسا ہے! گوپال بابو! داد دو میری عقلمندی کی اب ذرا! (ذرا سا جذبہ پیدا کر کے) گوپال بابو! تم کیا جانتے ہو کہ میں ہرکاش کو کیوں بناتا ہوں —— کیا ہزاروں ہیں ہزار مصلحتیں میرے اس بنانے میں موجود! ابجی مریض کی شفا کے واسطے کڑوی دوا دیئے تو مریض تو بہتیرا ناک بھوں چڑھاتا ہے مگر کیا ہم پر یہ واجب ہے کہ اس کو دوا نہ پلائیں؟ نہ بیٹے تو نا سے ہند کہ پلانے والے ہم! سمجھو لو گوپال بابو اور نہ منظور پادشاہ! تم بھی ہرکاش کے آخر چوڑی دار ہو رہے ہو

کان کھول کر سنو پرکاش یورپ کا نام سن کر پیشاب خطا کر رہا ہے
کل کو تمہارا مقدر کوئی ایسا موقع لائے تو کہیں تمہارا بھی
یہ حال ہو جائے گا -

گوپال اور منظور - ہیں ہیں کیا پرکاش کے متعلق بکواس کرتے ہو ؟

مشتاق - اب بھی بولو پوئنٹ آف آرڈر ! اب کا ہے کو نہیں بولتے
آرڈر ــ ر ــ ر ــ ر ــ ر ــ گوپال بابو ! ایسا دب کے چلو ہمارے
سامنے ! ہمارے سامنے کے تم چھوٹے چھوٹے بچے ــــــ
یہ پیر نہیں نکالنا جی ــــــ تم بکواس سمجھ رہے ہو ابھی تم کو
اس امر کا پکا ثبوت ملے گا یہ بات میں صرف بول دیا ہوں
نوٹ کر لو اپنی پاکٹ بک میں ! دیکھو میں کیا بول رہا ہوں یہ آخری
بات ذہن میں رکھ لو - ہم کو آئندہ سے پرکاش کا پرائیویٹ
سکریٹری بول بول کر بدنام نہیں کرنا ! جب دیکھیے پرائیویٹ سکریٹری
بولتے رہتے ہو - اجی صبح کو بھی اور شام کو بھی ! کوئی وقت تو بھی
مقرر کرو بولنے کے واسطے ! بیچارے پرائیویٹ سکریٹری کی مٹی پلید !!!
(سب دوست مل کر ہنسنے لگ جاتے ہیں اور پردہ گر جاتا ہے) -

ایکٹ دُوسرا

سین (۱)

ایک عشرہ بعد سب لڑکے بزم قانون کے تقریری کمرے میں جمع ہوتے ہیں صدر صاحب بزم قانون اٹھ کر مضمون کا اعلان کرتے ہیں اور لڑکے یکے بعد دیگرے تقریریں کرتے ہیں۔ گوپال کے محترم پروفیسر صاحب قانون بھی تشریف لاتے ہیں اور گوپال پروفیسر صاحب کو ممتاز جگہ پر بٹھا دیتا ہے۔

صدر صاحب بزم قانون۔ جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ آج بزم قانون کے اس معمولی جلسے میں جو کہ امسال پہلا جلسہ ہے تقریری مضمون "قانون کی ضرورت" ہے مقرروں کی فہرست کے لحاظ سے مسٹر مسعود کا پہلا نمبر ہے لہذا میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے قیمتی معلومات سے بزم قانون کو مستفید کریں۔

(مسٹر مسعود اٹھ کر جاتے ہیں اور تالیاں بجتی ہیں)

مسٹر مسعود۔ محترم صدر۔ آج کا مضمون جس پر مجھے تقریر کرنا ہے۔ "قانون کی ضرورت" ہے۔ چونکہ وقت محدود ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ کوئی تمہید بیان کروں۔ ہم سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ انسان کو اپنی زندگی کے کاروبار میں اس امر کی ضرورت

ہوتی ہے کہ وہ منتظم طور پر چلیں - ہم جانتے ہیں کہ کامیابی کا راز تنظیم میں ہے - ہم جانتے ہیں کہ انسان کو ایک ایسے عالم میں پیدا کیا گیا ہے جس میں اشیاء کو پراگندہ کر کے اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ ان کو ترتیب و تنظیم دے کر اپنے آپ کو اشرف المخلوقات ثابت کر دکھائے - میں آپ سے یہ عرض کرونگا کہ قانون کی ضرورت انسان کو اس لئے ہے کہ وہ قانون کے تحت پیدا ہوا قانون نہ صرف اس کے ساتھ وابستہ ہے بلکہ اس کے متعلقات کے ساتھ بھی! انسان کو سکھایا گیا ہے کہ وہ اپنی ذات اور ماسواء ذات پر غور کر کے اپنی زندگی کے اعمال و افعال میں قانون کی معیت کو قائم رکھے - انسان کو عقل و ادراک کا مادہ دیا گیا وہ صرف اسلئے کہ اس کو اپنی زندگی میں قانون کی ضرورت ہے - ان دلائل و براہین پر غور کرنے سے ہم کو بخوبی پتہ چلتا ہے کہ قانون کی ضرورت کس قدر فطرتی ضرورت ہے - جس طرح سے انسان کو جداگانہ زندگی بسر کرنے کے لیئے قانون کی ضرورت ہے اسی طرح دوسرے سے مل کر رہنے پر بھی ہے قانون کی وسعت اس قدر ہے کہ انفرادیت اور اجتماعیت ہر دو تک اس کی پہنچ ہے اور جب تک یہ صحیح و سالم ہوتی ہیں اس وقت تک قانون بھی ضرور موجود پایا جاتا ہے گویا صحیح و سالم ہونے کا راز قانون کے وجود میں ملتا ہے اسی چیز کو بالفاظ دیگر یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ امن کا راز قانون میں ہے - میں یہ چاہتا ہوں کہ اس موقع پر جو غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہو سکتا ہے اس کو دور کر دوں قانون اور

وکالت ایک چیز نہیں جیسا کہ عام طور سے بادی النظر میں خیال
کر لیا جاتا ہے اور قانون کا امتحان دے کر یا پاس کر کے کہا جاتا ہے
کہ ہم نے وکالت کا امتحان دیا یا پاس کیا - میں جناب صدر کی
اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ ہم کو اگر قانون کی ضرورت سے
انکار ہوتا ہے تو وہ صرف اس لئے ہوتا ہے کہ قانون کے لفظ کی
جگہ وکالت نے ناحق لے لی ہے ورنہ اس سے کسی کو انکار کی
ہمت نہ ہو کہ واقعی قانون کی ضرورت ایک فطرتی ضرورت
ہے اور امن کا راز قانون میں ہے - وکالت میں وکیل اپنے
مؤکل کی ترجمانی کے لئے کوشاں ہوتا ہے اور وکیل سے یہی مقصود
ہوتا ہے کہ اپنے مؤکل کی صداقت کو زیادہ سے زیادہ مؤثر اور ناقابل
تردید بنا کر پیش کرے - چونکہ وکیلوں کو اپنے مؤکل کے لئے اس
قسم کی آزادی دی گئی ہے اور کورٹ کے فیصلہ کا وکیل کی ذات
پر کوئی ضرر دہندہ اثر نہیں پڑتا اس لئے وکالت اپنی طاقت
حجت میں کمال پیدا کر کے کبھی کبھی کذب پروری یا جرم پروری کی
شکل اختیار کر لیتی ہے - اسی لئے وکالت کی خصوصیات میں
یہ ایک ایسا امکان موجود ہے جو قانون کے لفظ میں نہیں ملتا -
اگر ہم اسی انتہا پر غور کر لیں تو یہ ممکن نہیں کہ دن بدن قانون
کی جانب سے اظہار تنفر ہوتا رہتا ہے وہ ایک بار بھی ہو -
قانون پڑھ کر انسان اپنی زندگی اور متعلقات کو بہترین طور
پر منظم کر سکتا ہے - قانون کے اساسی و مرکزی اصولات کو
پڑھ کر اور عمرانی علوم کا نہایت صحیح مطالعہ کر کے انسان

زندگی کے ان اجزا میں قوانین نافذ کرنے کا اہل ہو سکتا ہے جن کا کوئی پرسان حال ہی نہ ہو۔ کیا جناب صدر مجھے اس دوران میں یہ کہنے کی اجازت دینگے کہ قانون کی ضرورت ہم کو اس وقت محسوس ہوگی جبکہ ہم قانون کو اس کی حقیقی اسپرٹ میں حاصل کریں اور اپنی طرز تعلیم میں ان شاہدوں کو دور کریں جن سے موضوع کی اصلیت واساسیت کا یوں شیرازہ پاش ہوتا ہے کہ اس کی لفافیت پر منحیا و زائد توجہ مبذول کی جاتی ہے۔ لفافیت پر نظر رکھنے سے دماغ اساسی خیال کو قبول نہیں کرتا اور لفافیت کے بے قاعدہ و بے حساب حجم کو سمانے سے بری طرح متصادم ہو کر معطل ہو جاتا ہے اور کسی ترقی پذیر کام کے قابل نہیں رہتا یہ طریقہ ہمیشہ ترقی کی دوڑ میں ہم کو پیچھے رہ جانے پر مجبور کریگا کہ ہم رٹنے اور حفظ یاد کرنے کے بعد موضوع کا اصل مدعا سمجھ جائینگے یہ راستہ الٹے پاؤں بھاگنے کا ہے ہم کو اساسیت واصلیت کو اپنے میں جذب کر کے لفافیت پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے اس طور پر ایک نوعیت کی اساسیت سے کئی انواع واقسام کی "لفافیت" ہم کو حاصل ہو سکتی ہے اور یہی وہ طریقہ ہے جس کے ذریعہ ایجاداتی واختراعاتی نوعیت کا کام ہوتا ہے۔ جناب صدر اگر ہماری طرز تعلیم میں ایسا طریقہ تعلیم اختیار کیا جاوے اور ایسا معیار امتحان مقرر کیا جائے جس میں طالب علم کی اساسی لیاقت کا تشفی بخش طور پر اطمینان ہو سکے۔ اور یہ ان طریقوں اور معیاروں کے مطابق ہو جائینگے جو کہ یورپ کے مہذب

ممالک میں موجود ہیں۔ جناب صدر! میں نے اپنی تقریر کا آخری حصہ اس لئے خصوصاً وقف کر دیا ہے کہ جب تک ہم کو پہنچ ہوتیں بہم نہ پہنچائی جائیں اس وقت تک یہ ناممکن ہے کہ "قانون کی ضرورت" کو ہم واقعی ضرورت سمجھ کر پڑھیں۔ ہم کو قانون سے اس وقت تک کیونکر محبت ہو سکتی ہے جب تک کہ قانون کی اساسیت کو اپنے آپ میں جذب نہ کر لیں اور قانون تک ہی اس امر کی تحدید نہیں بالکہ ہر ایسی چیز تک توسیع کی جا سکتی ہے جو ہمارے مستقبل کی تعمیر میں کام آ سکتی ہو۔

جناب صدر! میں نے اپنی تقریر میں پہلا رنگ فلسفیانہ اختیار کیا اور دوسرا اصلاحیہ جس میں اگر مجھے کچھ تاثیری مادہ نظر آجائے تو پھر میں یہ خیال کر سکونگا کہ میری تقریر ٹھیک ہے!

صدر صاحب بزم قانون - جیسا کہ آپ سب سن چکے ہیں مسٹر مسعود نے دئے ہوئے مضمون پر دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے قیمتی معلومات بزم قانون کو بہم پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں مسٹر مسعود کی تقریر میں اس قدر محو و مستغرق ہو گیا کہ میں ان پر وقت کی تحدید کرنا بھی بھول گیا۔ ہمیں مسٹر مسعود کی تقریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خیال کے ساتھ عمل بھی کرتے ہیں اور علمی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہماری موجودہ تعلیم کے طریقوں میں جو انہوں نے خامیاں ظاہر کی ہیں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میرے دل میں بھی یہ زمانے سے خیالات موجود ہیں لیکن اظہار کرنے کی جانب طبیعت راغب نہ ہوئی۔

میں بحیثیت صدر یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اکثریت اس امر کی حامی ہو تو طالب علموں کی جانب سے ارباب کلیہ کو ایک باقاعدہ تحریک ایسی بھیجدی جائے جس میں موجودہ تعلیم کے نقائص کو اور ان کے دور کرنے کی تدابیر کو بوضاحت بیان کیا گیا ہو اور میں امید کرتا ہوں کہ جناب پروفیسر صاحب جن کی تشریف آوری کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اس کام میں ضرور ہماری ممکنہ امداد فرمائینگے ....

جماعت کے لڑکے .... بہتر ہے! بہتر ہے!! ضرور بھیجنا چاہیئے!!

ایک لڑکا - (شرارت سے) آج ہی بلکہ ابھی بھیج دینا چاہیئے -

صدر صاحب بزم قانون - آئندہ جلسے میں تحریک کو مکمل طور پر پیش کرکے ترمیم و تنسیخ حسب اتفاق آرا کیا جائے گا -

(معتمد صاحب بزم قانون، جمیع طلبا اور پروفیسر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جلسہ برخاست ہو جاتا ہے - پردہ گرجاتا ہے) -

مسعود - کہو بھئی شوکت کیسے ہو ــــ ہاں! ہاں!! شہرت! بھئی بہت دن کے بعد ملے کہو بھئی تم کیسے ہو؟ ــــ اچھا "پرسوں" بھئی شہرت تم نے ہماری تقریر سنی تھی تم موجود تھے نا شاید؟

شہرت - واہ ہم بھئی مسعود تمہاری تقریر کو سننے کے لئے وہاں خاص طور پر موجود تھے واہ خوب سمجھے ــــ ہم اگر تمہاری تقریر نہ سنتے تو اور کون سنتا ــ لیکن بھئی مسعود ــ میں اس روز تم سے یہ پوچھنے والا تھا کہ تم اس کے متعلق بھی سوال اٹھاؤ نا! یہ کیا ہے ــــــ روزانہ شام کے ½ ۲ بجے تفریح کا وقت مقرر کر دیا گیا ہے ــــــ

حالت یہ ہے کہ جہاں ½۳ ہوئے سب لڑکوں نے سوچنا شروع کیا کہ اب گھر کو رفوچکر ہونا چاہئے —— اور پھر کبھی کبھی ½۳ سے کوئی پیچ ہوتا ہے تو اس روز تو دس منٹ کے بعد کمرہ خالی ہوتا ہوا نظر آتا ہے —— کچھ عجیب باوقت ہے لڑکوں کو تقریر میں دلچسپی پیدا ہی نہیں ہونے پاتی!

مسعود - میرا تو اس کے متعلق صرف ایک ہی طریقہ سوچا ہے وہ یہ ہے کہ کالج کو یہ چاہیئے کہ جمعرات کو تفریح کے بعد سے دو گھنٹے مکمل بزم قانون کے لیئے وقف کر دے - اس میں کوئی شک نہیں کہ وقفہ کے بعد پہلے دو گھنٹے کی بجائے آخری دو گھنٹے بھی وقف کئے جا سکتے ہیں لیکن اس میں نقصان یہ ہوگا کہ لڑکے گھر جانے پر مزید راغب ہو جائینگے بجائیکہ تقریر کے واسطے ٹھہر جائیں! اب تو ایک ہی گھنٹہ پہلے گھر کو چلے جاتے ہیں پھر دو گھنٹے پہلے گھر کو چلے جائینگے اس کے علاوہ جتنی ترکیبیں سوچی جا سکتی ہیں ان سے لڑکوں کی عدم دلچسپی کے بڑھنے کا ہی زیادہ خطرہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم کو یہ تحریک ارباب کالج کی غور فرمائی کے لئے بھیجنا چاہیئے اس سے یہ ہوگا کہ ہماری بزم قانون کا جو مقصد ہے وہ خوب تکمیل پا سکے گا - پھر دیکھینگے کیا ہوتا ہے —— اچھا بھئی شوکت! تم کو یہ کاش ان دنوں میں کہیں نظر تو نہیں آیا؟

شوکت - بھئی کیا کہوں جس روز میں ہائیکورٹ سے جیتنے کی خوشی میں گھر واپس آرہا تھا تو یہ کاش مجھکو ٹھیک پورہ اسٹیشن کے قریب جھاڑیوں کی چھاؤں میں بیٹھا ہوا نظر آیا تھا اور اس کے ہاتھ میں

ایک ننھی سی پاکٹ بک تھی اس میں شاید کچھ لکھ رہا تھا میں نے پرکاش کو پکارا - مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور انجان بیٹھا رہا میں سمجھتا ہوں کوئی ضروری کام کر رہا ہوگا -

(مسعود کچھ دیر تک خاموش رہتا ہے اتنے میں شہرت کو ایک بات یاد آئی) -

شہرت - اچھا جب میں کلب سے تقریر کر کے واپس آ رہا تھا تو پرکاش مجھ کو رستے میں چھوڑ کر اس افیون فروش کی دکان پر کھڑا ہوا تھا میں نے اس کو گڈ ایوننگ کہا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا اور انجان کھڑا رہا --- میری یہ سمجھ میں نہ آیا کہ پرکاش اس دکان پر کیوں گیا ہوگا - کیا پرکاش افیون کے نشہ کا عادی ہے میں نہیں سمجھتا -

مسعود - اب مجھے سمجھ میں آیا کہ چار روز پیشتر گوپال جو کہہ رہا تھا کہ اس نے پرکاش کو علی ساگر کے کنارے ٹہلتا پایا تھا اور اس کو اس لئے بلانا مناسب نہ سمجھا مبادا کہ اس کے خیال میں مخل ثابت ہو --- ہو نہ ہو یہ وہی بات ہے جس کا بہت بڑا شبہ پہلے سے سمجھے ہوئے ہوں --- یقیناً وہی --- مجھے اب تو اس میں ذرا بھی شبہ نہ رہا --- آج مجھے اس کی حرکت کا کمال تو سمجھ میں آ گئی ورنہ اس روز تو میری عقل سوچتے سوچتے عاجز آ گئی تھی --- یقیناً وہی ہے --- تو کیا پھر سے پرکاش خودکشی کرنے پر تلا ہوا ہے کہیں خودکشی کر تو نہیں گیا؟ کیسے معلوم ہو! اچھا اس کے گھر چلا جاتا ہوں!

سین (۲)

(جماعت میں لڑکے جمع ہوتے ہیں اور پروفیسر صاحب کا انتظار ہو رہا ہے)

گوپال - نہ معلوم آج پروفیسر صاحب نے کیوں دیر لگا دی - میں ان کے کمرے میں جا کر دیکھتا ہوں کہ ابھی آئے یا نہیں -

(تھوڑی دیر بعد واپس آتا ہے) -

گوپال - (اونچی آواز سے) پروفیسر صاحب کو نزلہ ہو گیا ہے آج وہ جماعت نہیں لینگے -

مسٹر شور - اُف توبہ - کم سے کم حاضری لے کر چھوڑ دیتے ایک حاضری تو ہماری بڑھ جاتی - اور بڑی مشکل یہ ہے کہ جس روز ہم موجود ہوتے ہیں اس روز پروفیسر صاحب ندارد - اور جب پروفیسر صاحب آتے ہیں تو ہم غائب - بھئی شوکت - کیا بولوں اگر میں تو مر گیا اس سال امتحان میں بھیجا جاؤں یا نہ بھیجا جاؤں ! .... یہ حاضری کی بھی ایک عجیب شخ نکالی ہے ہم کو ستانے کے لئے !

شہرت - نہیں مسٹر شور - تم بھی عجیب آدمی ہو ذرا سی بات بھی شور کرنا شروع کرتے ہو - یہ بات نہیں حاضری کی تحدید تو بہت ضروری ہے ورنہ لڑکے تو کالج ہی آنا چھوڑ دیں - پھر ۶۶ فی صد کونسی ایسی زیادہ حاضری ہے جو تم شکایت کر رہے ہو اور تم کو یہ معلوم نہیں کہ دوسری جگہ تو ۷۵ فی صد تک ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر پروفیسر صاحب کے مجموعی لیکچر کم ہوں تو طلبا کو جو غنڈہ بازی کے عادی

ہونے ہیں اپنی حاضریوں کا فی صد مکمل کرنے میں بہت کم موقع رہ جاتا ہے یہ بات تو میں تمہاری مان لوں اس امر کا خیال پروفیسروں کو بھی رکھنا چاہیئے اور وہ رکھتے بھی ہیں بھر ہمارے پروفیسر صاحب تو کافی وقت کے پابند ہیں دوسری جگہ جاؤ تو معلوم ہو -

اتنے میں مسعود بھی قریب آکر بیٹھ جاتا ہے اور باتیں کرنے لگتا ہے -

شہرت اور شوکت - جب چلنا تو ہم کو بھی ساتھ لے چلنا - مگر پرکاش وہاں جائیں تو ہم سے بات بھی کریگا یا نہیں ؟

مسعود - تم بات کرنے کے متعلق کہہ رہے ہو اب تک وہ صحیح و سلامت ہو تو یہ غنیمت ہے !

شہرت - نہیں مسعود کیا بات کر رہے ہو میں نے تو اسے کل شام کو مغرب کے وقت تو وہاں دکان پر کھڑے ہوئے دیکھا تھا - اتنی جلدی بھی کیا -

مسعود - یہ تو کیا منطق کر رہے ہو مرنے کے لئے بھی کوئی دیر کی ضرورت ہے اگر رات وہ افیون کی گولی ہڑپ کر گیا ہو تو اب تک اس کے جان بلب ہونے کی تو امید ہو سکتی ہے - میں تو ابھی جاتا ہوں - وقفہ کے بعد آج میں نہ آؤنگا - بھئی تم چلو یا نہ چلو میں تو جاتا ہوں اور ابھی جاتا ہوں -

شوکت - اگر پرکاش اچھی حالت میں ہو اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو تو اسے مجبور کر کے آج ساڑھے تین بجے امجد علی صاحب معلم ورزش جسمانی کے پاس ایک بارے آنا - امجد علی صاحب ورزش سے بڑھ کر ہپناٹزم میں مہارت رکھتے ہیں پرکاش ان سے ایک بار آنکھ ملائیگا تو اپنی چوکڑی بھول جائیگا ــــــ مجال ہے کہ

وہ ایسے تخیلات اپنے ذہن میں ایک بار تو آنے دے ——— یہ خودکشی وغیرہ تو درکنار ——— اس کی ہر کمزوری دور ہو جائیگی خواہ وہ کیسی بھی ہو اگر اس میں شرم و حجاب کا مادہ ہے تو وہ دور ہو جائے گا ——— بہرحال جو بھی کمزوری وہ خود پائینگے اُس کو دور کر کے ہی چھوڑینگے بھر کمال یہ ہے کہ ان کا ہر علاج تیر بہدف ہے!

مسعود - میں بھی امجد علی صاحب کی کافی تعریف سن چکا ہوں لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر لطیف صاحب زیادہ سمجھدار و تجربہ کار ہیں نہ معلوم یہ کیا بات ہوتی ہے کہ اکثر فزیکل کلچرسٹس سائنس آف سجیشن کے ماہر ہوتے ہیں اور آٹو ہپناٹزم میں جسمانی تربیت کا سترفی صد راز بتاتے ہیں جہاں تک مجھے آٹو ہپناٹزم سے واسطہ رہا ہے میں تو لطیف صاحب کو امجد علی صاحب کے مقابلہ میں اس حیثیت سے زیادہ قابل اعتماد سمجھتا ہوں - اور پھر اُن میں بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے معمول کی کمزوریوں کی تشخیص نہایت دلچسپی سے کرتے ہیں ———

شوکت - اچھا! اچھا!! ایسا ہی سہی آج شام کو انہیں ضرور ہی لے آنا!

(مسعود خدا حافظ کہہ کر چلا جاتا ہے اور پردہ گر جاتا ہے)-

سین (۴)

سلم گنج میں راجپنی ریسٹورنٹ میں مسعود اور پیرکاشف چائے
پینے کے لئے ٹھہرتے ہیں کہ ایک قیافہ شناس پردیسی ماہر
فراست الیدپر کاشف کی خمزدہ صورت دیکھ کر قریب آتا ہے۔

ماہر فراست الید - میں ہاتھ دیکھ کر انسان کی گذشتہ مستقبل بولتا ہوں اور موجودہ اور آئندہ کے واقعات بتلاتا ہوں میں سکندر آباد میں جیمس اسٹریٹ میں رہتا ہوں اور میرا نام جوزف ہے یہ دیکھئے آپ کے حیدر آباد کے نواب سراج الدولہ کے میرے پاس سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔

مسعود - ارے میاں! کس کو اُلو بنا رہے ہو۔ ہمارے سامنے تمہاری دال نہیں گلنے کی! ہم نے تمہارا نام ہی سن کر پہچان لیا تم بہروپئے ہو سوٹ وغیرہ کا کس پر رعب جماتے ہو —— اب وہ دن گئے —— جب اتنا نہیں معلوم کہ انگریزوں کے نام کس طور پر ہوتے ہیں تیم وسریم کا پتہ نہیں تو کیوں بول کر خفیف ہوتے ہو ——

پیرکاشف - خیر بھئی مسعود —— اس کو ہاتھ دیکھنے تو دو شاید کوئی بات ہمارے کام کی معلوم ہو جائے۔

مسعود - دیکھو نیس پیس کا نام نہ لینا —— زیادہ سے زیادہ ایک چائے کی پیالی پلادی جائیگی!

ماہر فراست الید - نہیں نہیں ایک دو دو کی پیالی کی اگر جناب تکلیف فرمائیں تو

میں آپ کا ہاتھ دیکھتا ہوں -

مسعود - اچھا - اچھا ایسا ہی سہی !

ماہر فراست الید - میں کونسی زبان میں آپ کا ہاتھ دیکھوں !

مسعود - تو کیا تم انگریزی بھی جانتے ہو -

ماہر فراست الید - لو سنو ! انگریزی کیا !

——Your hand is excellent really and I congrutulate that you are going to be married very soon.

Ihre hand ist sehr gut; ich gratuliere Ihnendass sie schon heiratea werden.

واللہ ید جنابك احسن وانی ببشرکم ان انت تزوج فی السرعۃ ——

(نہایت فخرانہ لہجے میں مسعود سے دریافت کرتا ہے) کیوں اب بھی یقین نہیں آیا —— ایک زبان چھوڑ دس زبانیں میں جانتا ہوں —— یہ دو تین صرف نمونے کے لئے میں نے آپ کو دکھائی ہیں

مسعود - واہ خوب دکھاتا ہے آپ کا ! نمائش اور رعب اندازی کے لئے ایک ایک دو دو فقرے یاد کرکے اپنے آپ کو زبان داں پکارتے ہو - ارے بھائی رہنے بھی دو اپنے ڈھکوسلے -

پیسکاش - مگر بھئی مسعود - ہم تو اتنا بھی نہیں جانتے - خیر اس کو میرا ہاتھ دیکھنے تو دو ——

ماہر فراست البید۔ پیشتر اس کے میں آپ کی خوبیاں بیان کروں میں یہ سمجھتا ہوں کہ کمزوریاں بیان کرنا زیادہ ضروری ہے۔

مسعود۔ ہاں زیادہ ضروری ہے صرف چائے کی پیالی پلائی جا رہی ہے نا اس لئے زیادہ ضروری ہے —— اور نقدی وغیرہ تو بھلا ہم کہاں دینگے۔

ماہر فراست البید۔ (یکدم گھبرا کے) - ہاں - ہمنہ - چائے کی پیالی — کیوں صاحب ابھی آپ نے دودھ کی پیالی کا وعدہ کیا ہے - اپنے وعدہ پر پہلے مضبوط ہو جائیے ورنہ میں ہاتھ نہیں دیکھتا -

پرکاش - ارے بھئی ہیرا ذمہ - تم چلو دیکھو تو سہی! دیر نہ کرو — بھئی مسعود تم بھی ذرا سنو!

ماہر فراست البید - اچھا نواب آپ غور سے سنئے - آپ میں ایک بہت بڑی برائی ہے -

مسعود - اچھا چلئے بڑی برائی -

ماہر فراست البید - تو آپ میں ایک بہت بڑی برائی ہے وہ یہ ہے کہ آپ تنہائی پسند اور گوشہ نشین، بہت خطرناک حد تک واقع ہوئے ہیں —— دٹ مینس یو آر ناٹ سوشل -

پرکاش - یہ تو واقعہ ہے -

اب مسعود بھی غور سے سننے لگتا ہے -

ماہر فراست البید - آپ کی طبیعت میں حساسیت زیادہ ہے — دٹ مینس یو آر اور سینسیٹو!

مسعود - بالکل ٹھیک -

ماہر فراستِ الید - آپ کی قوتِ ارادی یعنی دل پُور بہت کم ہے -
مسعود - یہ بھی ٹھیک -
ماہر فراستِ الید - بس تین باتوں کے چھ پیسے ہو گئے - اب منگادو
دودھ کی پیالی ——
مسعود - اجی واہ جناب - دودھ کی پیالی آٹھ پیسے کو ملتی ہے ایک
بات تو ابھی باقی ہے -
ماہر فراستِ الید - اچھا چوتھی بات میں ان کو یہ کہونگا کہ یہ اپنے خون
کی حفاظت کرنے سے معذور ہیں —— بس بس لاؤ لاؤ
اب ہماری دودھ کی پیالی !
مسعود - مگر یہ آخری جملہ آپ نے کیا کہا کہ یہ اپنے خون کی حفاظت
کرنے سے معذور ہیں —— اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا ——
ماہر فراستِ الید - پرکاش کو پوچھو اس کی آپ بیتی - ان کی آپ
بیتی ان کو معلوم - ہم کیا جانیں - ہمارا علم بولا ہم کہہ دئے ——
اچھا اچھا اب جلدی منگادو مجھے کوتوال صاحب نے بھی آج
ملنے کا موقع دیا ہے اب ذرا دیر نہیں ٹھیر سکتا -
مسعود - بوا او —— ایک دودھ کی پیالی لا —— پرکاش -
اس کی اس جملے سے کیا مراد ہے -
پرکاش - مجھے تو اس کا یہ کہنا غلط معلوم ہوتا ہے میں تو اپنے خون
کی برابر حفاظت کرتا ہوں ——
مسعود - لیکن شاید حفاظت کرتے کرتے کبھی ایک دن حفاظت کرنا
بھول جاتے ہو ! اچھا خیر جلدی چلو نمبر یو رہتے ریل کے

ذریعے کلب پہنچ جائینگے - آج شوکت نے وہاں خاص طور پر بلایا ہے -

پرکاش - اچھا پھر جلدی چلو کیونکہ گاڑی کا وقت بہت کم رہ گیا ہے!

(پردیسی ماہر فراست البدر دودھ کی پیالی پیتا رہ جاتا ہے اور مسعود اور پرکاش سٹیشن کو روانہ ہو جاتے ہیں) -

ایکٹ تیسرا

سین (۱)

جماعت میں سب لڑکے بیٹھے ہوئے ہیں اور پروفیسر صاحب کے آنے میں دیر ہے!

منظور - دیکھا آخر آج اخبار مصباح دکن میں یہ نکل ہی آیا کہ پرکاش کو تین سال کے لئے سول انجنیری کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یورپ بھیجا جا رہا ہے - اور اسی طرح دو کوئی اور لڑکے ہیں خدا جانے وہ کن کن کے فرزند ہیں مجھے اس وقت یاد نہیں ہے —— اب تو پرکاش سے - گوپال! مٹھائی منگانا چاہئے ——

اتنے میں پرکاش جماعت میں داخل ہوتا ہے -

گوپال - ہیلو پرکاش - مبارک! کونگریچولیشنز!! جاؤ بھائی یورپ جاکر آؤ اور انجینیر ہوکر آؤ —— اور آکر ہمارا مکان ——

مشتاق - مکان؟ ہم تو یہ آرزو کریںگے کہ آکر بس ہمارے عشق کی ویرانہ بستی کو بسادے!

پرکاش ذرا خفیف سا ہوجاتا ہے اور خاموش رہ جاتا ہے -

مسعود - آج کیا تاریخ ہے کیا آج ۱۱ تاریخ ماہ الٰہی کی ہوگئی - اف توبہ —— آخر وہ آنے جرمانہ آج ہو ہی گیا —— پرکاش!

تم نے فیس ادا کر دی --- نہیں ادا کی ہے تو کیا آج فیس لائے ہو ؟

پرکاش - ہاں لایا ہوں - آج ہفتہ ہے دس تاریخ کو جمعہ تھا --- ۹ تک لاکر داخل کر دینا چاہئے تھا کیا جمعہ کا ناغہ کر کے دو آنے جرمانہ معاف نہ کیا جائے گا -

مسعود - چلو دیکھیں کیا ہوتا ہے رحمت اللہ صاحب سے مل کر دیکھینگے -

(مسعود اور پرکاش محاسب کے دفتر کو جاتے ہیں)

مسعود - صاب ! یہ فیس لے لیجئے ---

پرکاش - ہمارے محاسب صاحب - یہ فیس اگر لے لیں تو مہربانی ہوگی !

(محاسب صاحب اپنے کام میں بے حد مشغول رہتے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد منہ اٹھا کر فرماتے ہیں) -

رحمت اللہ صاحب محاسب - آپ کس لئے آئے ؟

مسعود - جی یہ فیس دینے آئے ہیں -

رحمت اللہ صاحب محاسب - جی ؟

مسعود - فیس دینے کے لئے ؟

رحمت اللہ صاحب محاسب - اچھا -

(مسعود اور پرکاش دو تین منٹ تک منتظر رہتے ہیں) -

دفعدار شفتہ - ہٹئے صاحب رستے کے بیچ میں مت کھڑے ہو جئے !

مسعود - ارے بابا راستہ میں کہاں کھڑے ہیں یہ رجسٹر لے کر کیا جا رہے ہو گویا تم ہی اکیلے کام کرنے آئے ہو --- پاس سے آہستگی سے گزر جاؤ ---

دفعدار شنتبہ - (لہجے کو سخت کر کے) - میں کیا بول رہا ہوں ہٹ جاؤ راستے میں سے - ہٹو - اوووو - ہٹو اوہہہ — نہیں ہٹتے جی -

(دفعدار شنتبہ مسعود کے پاؤں پر پاؤں رکھتا ہوا بڑے زوروں سے گزر گیا) -

مسعود - (آہستگی سے) اس پر خدا کی لعنت !

(مسعود غصے میں آگیا اور اس کا چہرہ تمتمانے لگا) -

پرکاش - جانے دو مسعود بات کو بڑھانے سے کچھ فائدہ نہیں یہ ایسے ہی بے تمیز ہوا کرتے ہیں -

(مسعود بغیر فیس دئے ہوئے واپس چلا جاتا ہے اور صدر صاحب کلیہ کو دفعدار شنتبہ کی شکایت لکھ کر بھجوا دیتا ہے) -

پرکاش - صاحب ! مجھے کھڑے ہوئے بہت دیر ہو گئی مہربانی فرما کر اب تو فیس لے لیجئے -

رحمت اللہ صاحب - آپ لوگ گھڑی گھڑی کیوں تنگ کرتے ہیں -

پرکاش - صاحب ! میں تو مہربانی فرما کر فیس لے لیجئے بولا تا - اس میں کونسی تنگ کرنے کی بات ہے -

رحمت اللہ صاحب محاسب - آج سرکاری کام کر رہا ہوں کل آئیے -

(مسعود اسی اثناء میں آجاتا ہے اور تھوڑا بہت غصے میں بھرا ہوا ہے) -

مسعود - اجی محاسب صاحب ! ہم کو آپ کب تک "ہانے" کا ارادہ رکھتے ہیں - اب آپ فیس لے لیجئے ——

رحمت اللہ صاحب محاسب - اجی شنتبہ وہ صراف صاحب کو بلا کر لاؤ - کہ ان کی فیس لے کر رکھ لیں !

مسعود - اور رسید؟
رحمت اللہ صاحب محاسب - اجی ایک ہی دن میں فیس بھی دینگے اور رسید بھی لینگے یہ کیا اندھیر ہے -
مسعود - اجی اندھیر تو یہ ہے کہ فیس آج وصول کرلیں اور رسید پھر کبھی دیں —— خیر آپ اگر باقاعدہ طور پر فیس لیتے ہیں تو لیجیے ورنہ ہم جاتے ہیں -
رحمت اللہ صاحب محاسب - چلے جائیے -
(مسعود اور پرکاش دونوں کمرے کے باہر جانے لگتے ہیں) -
مسعود - دیکھ لیا پرکاش یہ ایسے آفس کے کارکن ہیں اور ان کے یہ اخلاق ہیں میں نہیں کہنا چاہتا کہ رحمت اللہ صاحب محاسب اس بدنظمی میں اپنی کیا نیت رکھتے ہیں —— ان لوگوں کو یہ نہیں معلوم کہ ان کو طلبا کے ساتھ خادمانہ سلوک کرنا چاہیئے یہ اُلٹی حکومت سے پیش آتے ہیں ذرا رحمت اللہ صاحب کا رویہ تو دیکھو ان کی حیثیت پر غور کرو اور رفتار و گفتار ملاحظہ کرو —— یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو صدر صاحب کلیہ تصور کر رہے ہیں —— بات صرف اتنی ہے کہ ان لوگوں کو تعلیم کم ملنے کی وجہ سے خیالات میں وہ بلندی نہیں ہونے پاتی جو کہ ان کو خدمت کی اہمیت سکھا سکتی ہے —— یوں تو کبھی کبھی یہ لوگ بڑے اخلاق کے پتلے بھی نکل آتے ہیں مگر اس کی مثال یوں ہے کہ کبھی گدڑی میں لعل نظر آجائے جو کہ ہمیشہ نہیں ہوتا - خیر جوں جوں تعلیم بڑھتی جائیگی تہذیب و تمدن میں شائستگی

پیدا ہوتی جائیگی یہ کمزوری دور ہوجائیگی —— گو کہ پرکاش مجھے اتنا غصہ آرہا ہے کہ طبیعت یہ چاہتی ہے کہ محاسب صاحب کی سخت شکایت کروں - میں کیا نہیں کرسکتا - برابر کرسکتا ہوں لیکن یوں سمجھ کر خاموش رہ جاتا ہوں کہ یہ بیچارے ان کی کمزوری نہیں بلکہ اس ماحول کی کمزوری ہے جس میں وہ رات دن رہتے ہیں اور رہ چکے ہیں —— اس ماحول کا دور کرنا ہمارا فرض ہے ان ذاتیاتی جھگڑوں میں الجھنا قرین مصلحت نہیں معلوم ہوتا —— پھر ابھی یہ معاملہ اتنی اہمیت بھی نہیں رکھتا کہ اس بات کو بڑھا کر اپنا قیمتی وقت ضائع کروں - دفعدار شنبہ کا سلوک تو ناقابل برداشت بھی تھا اس کی تو میں نے شکایت بھی کردی ہے ——

اچھا خیر جو ہوا سو ہوا اب چلو واپس کمرہ چلیں -

پرکاش - اچھا بھئی مسعود اس روز ہم لطیف صاحب معلّم ورزش جسمانی کے پاس گئے تھے - میں اپنی ڈائری برابر لکھتا جارہا ہوں اپنے جسم کی حفاظت اور اپنے ذہن و روح کی حفاظت وغیرہ میں خوب کر رہا ہوں - یہ ڈائری میں لکھ کر لایا ہوں میں ان کو آج دکھلانا چاہتا ہوں ممکن ہے کہ مجھے اور مزید ہدایات دیں - تم جاؤ میں جماعت میں نہیں آتا - میرے لئے موجودہ حالات کے لحاظ سے یہی کام بہت اہمیت رکھتا - تم جانتے ہو کہ مجھے اپنی ان تمام کمزوریوں کو آئندہ تین ماہ کے قلیل عرصے میں دور کردینا ہے یہ کوئی معمولی کام نہیں جیسا کہ

لطیف صاحب نے برسوں فرمایا تھا -

مسعود - مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ برکاش تم اپنی کمزوریوں کو محسوس کر چکے ہو اور نہایت اچھی طرح محسوس کر چکے ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کی مزید تشریح کروں اور پھر یہ بات بھی ساتھ ساتھ دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ہے کہ تم نے یہ کام کرنے کے لئے اپنی کمر مضبوط باندھ لی ہے - مگر پھر بھی تم کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس ماہر فراست الیڈ نے اس روز یہ بھی کہا تھا کہ تم میں قوت ارادی کم ہے - اپنے ارادہ میں مضبوط بن کر رہنا مبادا احوال کے اثرات اس کو متزلزل کر دیں !

(برکاش مسعود سے جدا ہو کر دوسرے راستے سے لطیف صاحب کے آفس میں جاتا ہے - لیکن اتفاق سے لطیف صاحب سے راستے میں ہی ملاقات ہو جاتی ہے) -

برکاش - آداب عرض صاب ! آپ کے فرمانے کے مطابق میں گزشتہ ہفتہ سے اپنی ڈائری لکھ رہا ہوں - اور ڈائری یہ میرے پاس ہے -

لطیف صاحب - کہاں مجھے دکھائے -

(کچھ دیر تک پڑھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں) -

لطیف صاحب - بالکل ٹھیک ہے آپ میرے طریقوں کے مطابق پابندی سے عمل کرتے جائے تین ماہ میں آپ خود یہ محسوس کرنے لگینگے کہ آپ بالکل ایک نئی دنیا میں رہ رہے ہیں اور جن چیزوں سے آپ ڈرتے ہیں ان سے آپ کو ڈر کے بجائے محبت پیدا ہو جائیگی - آپ اپنی ورزش اور غذا میں آہستہ آہستہ

زیادتی کرنے جائے - یہاں تک کہ تین ماہ میں آپ متوسط و معتدل
حالت پر پہنچ جائیں اور روزانہ سونے سے پیشتر جو میں نے آپ کو
دس منٹ کی مشق بتلائی ہے پابندی سے جاری رکھیں ۔
آپ گریجویٹ ہیں میرا کام آپ میں استقامت کے ذرائع
پیدا کرنا ہے - لہٰذا جب ذرا یہ محسوس ہونے لگے کہ آپ
کسی قسم کی ترقی نہیں کر رہے ہیں تو اس کو فوراً ڈائری میں
نوٹ کر لیں اور مجھ سے مل کر پوچھیں میں آپ کو تمام مشکلات
کا مقابلہ کرنا سکھا دونگا ۔۔۔ اب مجھے ذرا اپنی تنخواہ کے
احکام صادر کروانے کے لئے صدر صاحب کلیہ کے پاس ملنے جانا
ہے کئی مہینے سے میری تنخواہ نہیں ملی ہے - آپ پھر مجھ سے
تفصیل سے ملئے ۔۔۔

پرکاش - اچھا صاحب - آداب عرض !

سین (۲)

پرکاش' میانچسٹر میں ایک کالج کے کمرہ میں بیٹھا ہوا کچھ
اپنے آپ کو کہنے لگتا ہے -

پرکاش - میں اس وقت کہاں ہوں جدھر دیکھتا ہوں کچھ عجیب کیفیت
ہے گھر میں بیٹھتا ہوں تو وہ بات نہیں جو میرے اپنے گھر پا
تھا باہر جاتا ہوں تو کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتا ایک چیز

دیکھوں یہاں تو ہر چیز انوکھی ہے مردوں کو دیکھو تو وہ کچھ نظر آتے ہیں عورتوں کو دیکھو وہ کچھ نظر آتی ہیں بڑی مشکل ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ وہ کیا نظر آتے ہیں ـــــ ایسا قدر ہشاش بشاش ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں غم چوبیس گھنٹوں میں شاید چند لمحات کے واسطے رہتا ہو تو رہتا ہو ورنہ مجھے تو بظاہر یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ـــــ وہ زندگانی کی روح جس کے متعلق کبھی کبھی ہندوستانی اخبارات میں پڑھا کرتا تھا آج اس کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر حیران ہوں ـــــ کیا یہ زندگانی کی روح کا حاصل ہو جانا محض ایک اتفاق ہے اگر یہ ایک عارضی چیز ہے تو اسے زمانے سے کیوں موجود ہے جس طرح اس کا آنا غیر یقینی ہے تو اس کا ٹھہرنا بھی غیر یقینی ہونا چاہیے ـــــ آہ تمام عمر یہی خیال کرتا رہا اور اس زندگانی کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوا ـــــ مجھ میں اتنی قوت موجود نہیں کہ اس کیفیت کا مقابلہ کر سکوں اگر مقابلہ کروں تو ذاتی نقصان سے محفوظ رہوں ـــــ میں لطیف صاحب کا کس طور پر شکریہ ادا کروں انہوں نے اپنی ہدایات کے ذریعے مجھ میں ایک ایسی قابل قدر قوت پیدا کر دی کہ بُرے سے بُرے حالات کے ساتھ تطابق اختیار کرتے ہوئے بھی میری مقصد براری میں کوئی فرق نہیں آئیگا ـــــ اب تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن حالات میں موجود ہوں وہ ہرگز بُرے نہیں ہیں بلکہ زندگی کے اصلی راز نہیں ہیں موجود ہیں ـــــ اب میں نہیں چاہتا کہ مزید اپنے نفس کو

دھوکا دوں ۔ یہ میری زندگی کا انقلابی دور ہے جواب آ چکا
مجھے اس کا استقبال کرنا چاہیئے ۔ آہ ـــــ یہ ٹھیک تو ہے
لیکن یہاں کے لوگوں سے کس قدر گری ہوئی حالت میں ہوں
ـــــ میں اپنے دماغ پر زور ڈالتا ہوں اور یہ معلوم کرنے کی
کوشش کرتا ہوں کہ اپنی زندگی کا کچھ ایسا رویہ بناؤں کہ
کوئی مجھے یہ خیال نہ کرے کہ میں یہاں کے لوگوں سے کم ہوں
آہ کیا میں ان لوگوں کی نظروں میں حقیر کہلاؤنگا ـــــ
اب تو میرا کانشنس اتنا زندہ ہو چکا ہے کہ میں یہ برداشت
کرنے کے بھی قابل نہ رہا پہلے تو مجھ میں البتہ برداشت موجود
تھی ـــــ خدا لطیف صاحب کا بھلا کرے انہوں نے
مجھ میں یہ کیا بات کردی ـــــ کیا یہ اچھی بات ہے ؟ ـــــ
میں دوسروں میں ذلیل ہوں اور مجھے اس پر ذرا خیال
نہ آئے ـــــ میں مانتا ہوں کہ میں بلاشبہ ان سے گری ہوئی
حالت میں ہوں لیکن اس سے یہ مراد کیونکر ہو سکتی ہے کہ
میں ان میں حقیر و ذلیل بن کر رہوں بلکہ میں اپنی زندگی کا
رویہ ایسا بناؤنگا کہ ان سے حتی الامکان اپنی ترقی کے لئے
امداد بھی حاصل کرتا جاؤں اور ان کو یہ خیال بھی ہونے پائے کہ
ہم ایک حقیر درجے کے آدمی پر اپنا اظہار ترحم کرکے یہ سب کچھ
بتلا ہیں اگر وہ ایسا کرتے ہیں یا کرینگے تو اپنے اس فرض سے
سبکدوش ہوتے ہیں یا ہونگے یا ان کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ
ہمدردی کرنا چاہیئے ـــــ بالکل صحیح ہے اب اس خیال نے

مجھ میں اور بھی عظیم الشان تغیر کر دیا —— اس خیال کے جوہر کو میں اپنے آپ میں جذب کرتا ہوں —— پر مینشور کی دیا ہے کہ اب پرکاش کو پرکاش پا رہا ہے یا پرکاش پرکاش بن رہا ہے —— یہ میرے ذہن کی غلط روش تھی کہ میں اپنے بڑوں سے اس جذبہ کے تحت معلومات حاصل کروں کہ میں حقیر و ذلیل ہوں بلکہ وہ بڑے اور بزرگ میرے ساتھ ہمدردی کر رہے ہیں اس جذبے کے ساتھ ان سے معلومات حاصل کروں —— پہلا جذبہ میرے لئے خطرناک ہے جیسا کہ لطیف بھائی نے فرمایا تھا کہ احساس پستی کے بعض وجوہات میں چند ذہنی غلطیاں بھی ہوتی ہیں —— اور یہ تو مشہور ہے کہ ذہنی غلامی بھی غلامی کے اقسام میں سے ہے جو کہ کوئی بیرونی قوت پیدا نہیں کرتی بلکہ خود اپنی ذات ہی اس کی ذمہ دار ہوتی ہے —— اب تو میرے معلومات بھی وسیع ہوتے جا رہے ہیں اور بہت سے نفسیاتی اور فلسفیانہ مسائل بھی حل کر لیتا ہوں —— یہ بھی پرمینشور کی دیا ہے —— میں برابر جس وقت ہندوستان واپس جاؤنگا تو اس وقت صحیح معنوں میں پرکاش بن کر اپنے دوستوں کی اپنے متعلق رائے کو بدل ڈالونگا —— کالج تو روزانہ جا ہی رہا ہوں مروینگ میں ذرا تکلیف ہو رہی ہے ڈرائنگ میں کبھی ذرا ہاتھ نہیں چل رہا —— رہا ڈیزائن اور ایپلائیڈ بیسک نکس تو میرے گھر کے ہی مضمون ہیں —— نظری حد تک میں آیندہ امتحان میں ضرور فرسٹ آنے کی توقع

رکھتا ہوں لیکن عملی حد تک ذرا میرے لئے مشکل ہی ہے!
پھر بھی ——

(ابھی اتنا ہیں مکان ہیں گھنٹی بجتی ہے اور پرکاش دروازہ کھولنے جاتا ہے)-

پرکاش - ہوڈو یو کم ہیئر فرینکلین!

فرینکلین - آئی ایم یورس پرکاش!

پرکاش - اوف کورس آئی ڈونٹ تھنک یو آر ناٹ مائن! بٹ ٹل می وائی ڈو یو کم؟

فرینکلین - وٹ اے بوے یو آر پرکاش آئی لو یو —— وائی! ڈو یو ناٹ لومی - ای ی!

پرکاش - آئی لو یو بٹ!

فرینکلین - بٹ؟ نو بٹ - کم وِدمی - لٹ اس گو سمنگ!

پرکاش - آل رائٹ -

(فرینکلین اور پرکاش مل کر جانے لگتے ہیں)-

پرکاش - او فرینکلین - آئی ڈونٹ لائک ٹوکم -

فرینکلین - نو یو شیل ہیو ٹوکم ودمی -

(پرکاش حواس باختہ ہوجاتا ہے اور کونے میں منہ دیکر کھڑا ہوجاتا ہے)-

فرینکلین - لٹ اس لی آف پرکاش! اٹ از ٹائم ڈونٹ یو سی؟

(پرکاش نہایت شرمندہ ومحجوب ہوکر کونے میں آہستہ سے جواب دیتا ہے)-

پرکاش - آئی سی - بٹ - بٹ — آئی - ڈونٹ نو —— سوم —— انگ!

(پردہ گرتا ہے)

سین (۳)

پرکاش ہندوستان واپس آتا ہے تمام دوستوں کو دعوت دیتا ہے پرکاش کے گھر پر بے شمار موٹریں قطار بہ قطار کھڑی ہو رہی ہیں - دیوان خانے میں دوست احباب بیٹھے ہیں اور شہر کی مشہور گانے والی سندری اپنا گانا گا کر محفل کو محظوظ کر رہی ہے -

مسعود کمرے کے اندر داخل ہوتا ہے -

مسعود - پرکاش کدھر ہے - پرکاش صاحب کدھر ہیں - سیتا پرکاش صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں ؟

ایک شخص - دیکھئے نا وہ سامنے ہی تو ہیں -

مسعود - واللہ! ارے توبہ - اب کچھ کچھ پہچانا — پہچان لیا —

پرکاش - مسعود! کیوں بھئی تین سال میں ہی ہم کو بھول گئے -

(مسعود اور پرکاش دونوں نہایت پُرجوش طریقے سے گلے ملتے ہیں)-

مسعود - یار پرکاش! تم پرکاش نہیں رہے -

مشتاق - واہ خوب جانا —— اب ہی تو وہ پرکاش بنے ہیں —

مسعود - مگر تمہارے لئے تو اس وقت بھی پرکاش تھے نا!

مشتاق - اب تو نورٌ علیٰ نور ہیں - پہلے تو سونا تھے اب تو سونے پہ سہاگہ ہیں -

گوپال - پوئنٹ آف آرڈر ——

(پوری محفل ہنسنے لگتی ہے) -

مشتاق - میں کئی وقت جتلا یا ہوں تمہارے کو ـــــ اب پھر شروع کرے نہیں اچھا! اچھا! اچھا بابو ـــــ بول لیو ـــــ کہیں اور ہوتے تو پاؤں میں کا ہاتھ میں لے کر تمہارے کو دیکھ لینا تھا ـــــ (ذرا جذبہ میں آکر) اجی کیا ظلم ہے جی - جب دیکھے جب انہوں پوئنٹ آف آرڈر بولتے رہتے ہیں ـــــ پوئنٹ آف آرڈر ـــــ ڈررررر ـــــ کہنے - اجی برابر بولتے - پرکاش اس وقت نورٌ علیٰ نور ـــــ سونے پہ سہاگہ ـــــ تم کیا ہیں چیّق صورت! آکے بیٹھے ہیں محفل میں شان سے!

گوپال - اور تم کیا ہیں؟

مشتاق - ہم مشتاق ہیں اور کون - پرکاش کے مشتاق ہیں جی! تمہارے ٹھوڑی! تمہارے کیا گن ایسے ہیں کہ تم کو کوئی چاہے گا ـــــ

پرکاش - مشتاق اِدھر آؤ - میرے ساتھ بیٹھو قریب ہوکر ـــــ

مسعود - لو بھئی آج مشتاق کے نصیب جاگے!

گوپال - خیر کچھ بھی ہو ـــــ لیکن مشتاق آج پرکاش کے اتنا قریب ہوکر اپنی عمر میں پہلی بار بیٹھا ہے -

مسعود - آخر مشتاق کی وہ آرزو پوری تو ہوگئی کہ جو وہ پہلے کہتا تھا کہ ہم تو یہ آرزو کرینگے کہ پرکاش وہاں سے واپس آنے کے بعد ہمارے عشق کی ویرانہ بستی کو آباد کرے!

مشتاق - واہ ابھی میری آرزو کہاں پوری ہوئی ابھی تو بہت باقی ہے -

مسعود - ارے مت گھبراؤ بابا! وہ سول انجینیر ہو کر آیا ہے تمہاری بستی خوب اچھی طرح بسا دیگا !

(اتنے میں منظور بھی محفل میں آ کر شریک ہوتا ہے) -

منظور - پرکاش —— بھائی جان ! —— کہہ کر آگے تیزی سے بڑھتا ہے -

پرکاش - کہو بھائی جان اچھے تو ہو —— آؤ بیٹھو -

گوپال - اٹھو اوو —— جلدی اٹھو —— جگہ دو بیٹھنے کو منظور کو —— یہ بول رہا ہوں میں —— ہاں ! ایسا اٹھو - چلو ہٹو ہٹو ہمارے سامنے نہ کھڑے ہو —— اب یہاں جگہ نہیں ہے وہاں پیچھے جاؤ —— ہٹو وو و ——

دوسرے اشخاص - اجی مولانا ہٹئے —— سامنے سے ہٹئے -

مشتاق - اوہو ایک سکنڈ تو آپ یہ گوارا نہ کرینگے کہ سندری آپکی نظروں سے اوجھل ہو !

سندری - آپ وہاں تشریف رکھئے نا !

پرکاش - ہاں ہاں بھئی مشتاق وہیں بیٹھ جاؤ ——

(مشتاق، گوپال کو منہ بنانا شروع کرتا ہے اور گوپال انجان ہو جاتا ہے) -

پرکاش - اچھا بھئی کہو کہ وکالت تو اچھی چل رہی ہے - مسعود تو منصف بن گیا ہے تم نے اس کے واسطے کوشش نہیں کی -

منظور - خدا رزاق ہے !

پرکاش - ہیں ہیں یہ کیا سنا رہے ہو کیا واقعی وکالت نہیں چل رہی !

مسعود - یونہی جھوٹ بولتے ہیں ان کے پاس تو موکلوں کا جمگھٹا رہتا ہے -
منظور - اُف توبہ میں نے تو صرف اتنا ہی کہا کہ خدا رازق ہے - یہ کب میری مراد تھی کہ میرے پاس موکل نہیں آیا کرتے -
مشتاق - (سندری کی جانب مخاطب ہوکر) تو اب تو آپ پان چھالیہ کافی چبا چکی ہیں چلئے خدا کے واسطے اب تو شروع کیجئے نا! بیٹھے بیٹھے طبیعت تنگ آگئی!
سندری - طبیعت تنگ آگئی تنگ آگئی! اگر صرف آتی تو کیا اچھا ہوتا!
(سب مزدور مے ہنسنے لگتے ہیں کیونکہ یہ سندری کا مذاق ہے) -
(سندری کے استاد صاحب سارنگی بجانا شروع کرتے ہیں اور استاد صاحب اور سندری میں کچھ گانے کے متعلق اشارات چلتے ہیں - سندری گانا شروع کرتی ہے) -
سندری - (گاتی ہے) -

نہیں منت کش تاب شنید(ن) داستاں میری ....

پہلے مصرع پر ہی غضب کی داد مل جاتی ہے اور سندری نہایت مودبانہ طور پر سلام کرتی ہے -
مسعود - (غزل کے ختم ہونے کے بعد) سندری وہ نعت تو سناؤ -

میرا دل ہے تڑپتا سینے میں
میرے مولا بلا لو مدینے میں
جو چھڑانا ہے غم سے چھڑا لو مجھے
جو بلانا ہے یہ تو بتا دو مجھے

کس سن میں برس میں مہینے میں
میرے مولا بلا لو مدینے میں
رخ روشن سے گیسو اٹھا دو ذرا
میری قسمت کو ایک شب جگا دو ذرا
مجھے قرآن سنا دو سینے میں
میرے مولا بلا لو مدینے میں

مشتاق - اجی چھوڑو بھائی نعت —— یہ وقت نعت شریف کا نہیں ہے ہو جائے ایک پیلو —— سندری وہ تو گاؤ -

مٹی کی تیری کایا
مٹی کی تیری مایا

مسعود - اچھا وہ نعت آپ کو یاد ہوگی -

چلو دیکھو سکھی یثرب کی گلی

مجھے صرف اتنا ہی یاد رہ گیا ہے —— اگر یاد ہے تو ذرا سنا دو ——

سندری - بہت اچھا - (یہ کہہ کر سنانا شروع کرتی ہے) -

گوپال - بولو مشتاق وہ کہاں گئی مٹی کی کایا —— مٹی میں تیری کایا —— (اور کہہ کر ہنسنے لگتا ہے) -

سندری اس طرح اور بھی بہت سی غزلیں اور ٹھمریاں سناتی ہے اور بہت دیر تک محفل کو محظوظ کرتی ہے - سندری کو زنانہ میں بلا لیا جاتا ہے -

پرکاش - بھئی مسعود - اچھا یہ تو بتاؤ کہ انجمن طیلسانین کا سالانہ جلسہ کب ہے - اب کے جلسے میں میرا خیال ہے کہ چند تحریکات پیش کروں -

ہمارے موجودہ طریقۂ تعلیم میں جو خامیاں ہیں ان کے متعلق
چند ترمیمات و تصحیحات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مسعود - کس قسم کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہو ذرا نام تو لو۔

پرکاش - تم خوب جانتے ہو کہ میں کس قسم کی تحریک پیش کرسکتا ہوں
میری تحریک کیا ہوسکتی ہے صرف یہی کہ طلبا میں سوشل
کانٹیکٹ کو بڑھانے کے لئے یونیورسٹی میں جتنے ممکنہ طریقے
ہوسکتے ہیں استعمال کرنا چاہئیں۔ ہماری ہندوستانی
یونیورسٹیوں میں اس چیز کی اتنی کمی ہے کہ اس وجہ سے
انسان کی کامیابی اور ترقی کے بہت سے راستے مسدود ہوجاتے
ہیں۔ مجھے اس کا اس لئے احساس ہے کہ میں اس چیز کے
اپنے آپ میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے تلخ تجربے
اٹھاچکا ہوں۔

مسعود - اس قسم کی بہت سی تحریکات میں انجمن طیلسانین میں
پیش کرچکا ہوں -- خدا کے فضل سے اب تک جتنی تحریکات
میں نے پیش کی ہیں ان میں سے کوئی ناکام نہ رہی۔

مشتاق - مگر یار ——— ہم کس طرح تمہاری لیاقت کو جانیں ——— ابھی ابھی
ایک معمولی حیثیت کی گانے والی عورت کے سامنے اس نعت کی
تم نے تحریک کی تھی ——— وہ دیکھتے دیکھتے ہمارے سامنے
ناکام رہی۔

مسعود - (ہنس کر) - تو اس بیچاری کو وہ نعت یاد بھی نہیں تھی۔
کیا میں اس قدر بے وقوف تھا کہ خواہ مخواہ جوشش میں آکر

اس کے چار پانچ شعر پڑھ دئیے ـــــ میں یہ چاہ رہا تھا کہ ایک تو اس پر میرا رعب طاری ہو کہ میرا حافظہ بہت اچھا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ مجھ سے سن کر ہی کم از کم گانا شروع کر دے ـــ کیا بات ہے میں کچھ مذہبی سا واقع ہوا ہوں اور اس نعت کو سن کر میرے قلب میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے -

مشتاق - میں اتنی دور نہیں پہنچ سکا - معافی چاہتا ہوں - اچھا یار! اب یہ باتیں جانے دو اور سندری کو بلوا کر ایک آخری گانا سنوا دو پھر ہم بھی گھر جاتے ہیں ہماری بوڑھی اماں نہیں تو جانے پر ناک میں دم کر دینگی -

(سندری کو بلایا جاتا ہے اور سندری نہایت ہی مؤثر طور پر گانے لگتی ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے) ـــــــ

پریم نگر میں بناؤنگی گھر میں تج کے سب سنسار ـــــ

گانا ختم ہو جاتا ہے اور محفل برخاست ہو جاتی ہے -

پردہ گر جاتا ہے -